ماہنامہ الفرقان ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

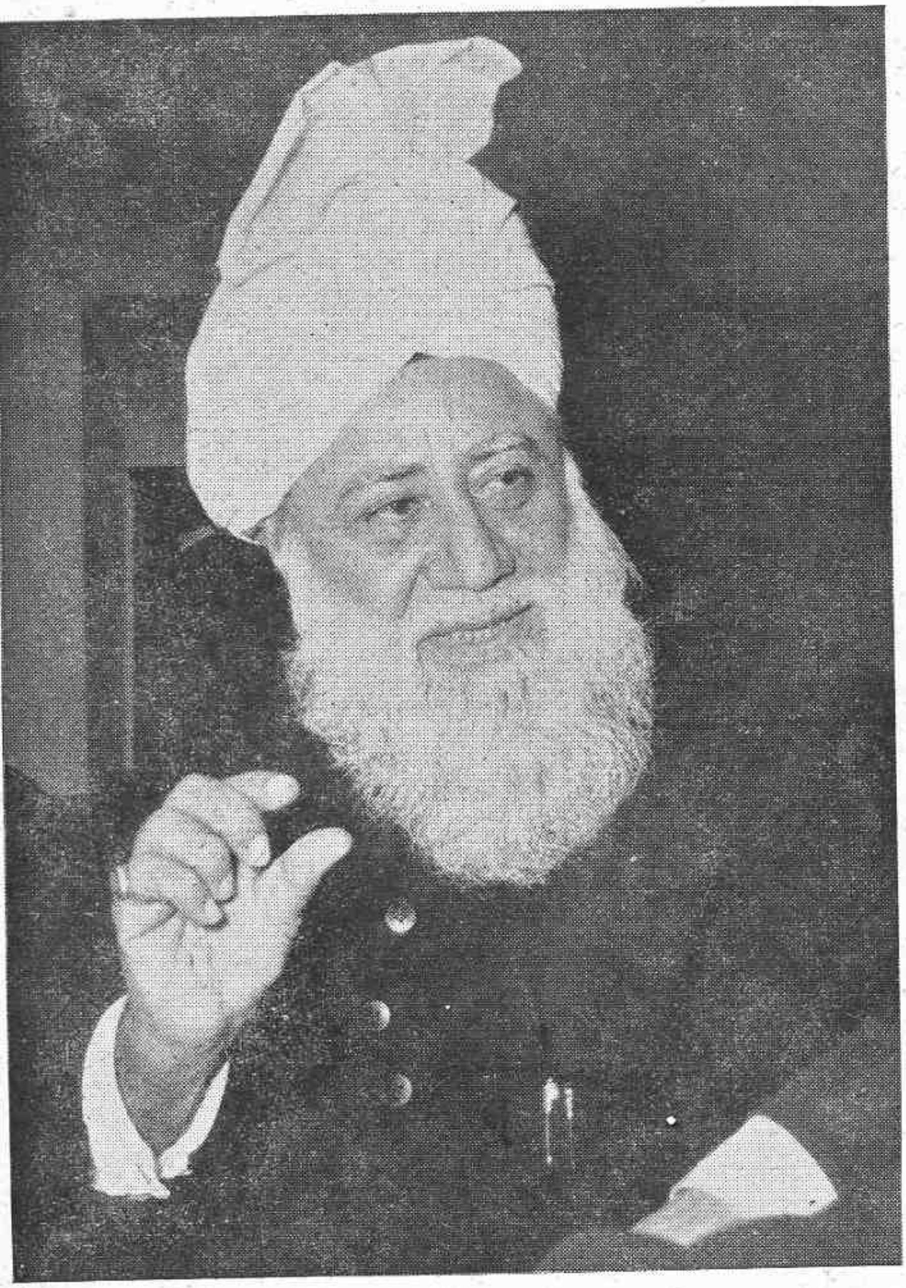

یہ فوٹو جولائی ۶۷ء میں ہمبرگ (جرمنی) میں لیا گیا جبکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز وہاں کے لوگوں سے مذہبی گفتگو فرما رہے تھے۔

نومبر 1967

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

سفر یورپ کی روحانی برکات

حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا فوٹو دیکھ کر ایک مسیحی کے تاثرات

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بھائی مکرم محمد عبدالرشید صاحب لندن سے حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے نام اپنے خط مورخہ ۲۴ اکتوبر ۶۷ء میں لکھتے ہیں :-

''میں نے آپکی فوٹوز ایک انگریز دکاندار سے develop & print کروائی تھیں جب میں اسکی دکان پر فوٹو collect کرنے کے لئے گیا تو اس نے مجھے کہا کہ :-

"Excuse me, I took liberty on looking at your coloured photos — which I should not have, but I could not help it"

پھر وہ خاموش ہو گیا میں نے کہا

"what happend, never mind, tell me"

تو وہ بولا

"Accidently I looked at one photo, and I saw such a great personality, a learned figure, a charming, noblest person, which I have never seen before. Therefore, I could not resist looking at others and so spent about 40 minutes on looking at 12 photos of this great person, and I can tell you whatever he is saying can never be wrong".

حضور ! یہ شخص یہ سب کچھ آپ کے متعلق ہی کہہ رہا تھا اور اس وقت اس کی آنکھیں بھری ہوئی تھیں میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اس وقت میری آنکھیں بھی بھری ہوئی تھیں اور اس وقت مجھے صحیح طور پر خلیفہ کے مقام کا احساس ہوا ۔ الحمدللہ ۔ یہ شخص کوئی پچاس سال کی عمر کا ہوگا اور بہت ہی sincere آدمی ہے اس دن سے میں اس کے ساتھ کئی مرتبہ اسلام کی باتیں کر چکا ہوں اور تبلیغ کر چکا ہوں ایک دن وہ

بقیہ صفحہ (د) پر دیکھئے

جلد ۱۷ — شمارہ ۱۱

الفرقان

نومبر ۱۹۶۷ء

شعبان ۱۳۸۷ ہجری قمری
نبوت ۱۳۴۶ ہجری شمسی

عنوانات

عنوان		صفحہ
• سفر یورپ کی روحانی برکات	(لندن کے خط کا اقتباس)	ٹائٹل ۲
• الانذار — یورپ اور دیگر مغربی ممالک کے نام خاص پیغام	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے قلم حقیقت رقم سے	ص۳
• اعتراف حقیقت — (شیعی رسالہ کا ضروری تازہ حوالہ)	ماخوذ	ص۱۴
• حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا مقام بائیبل اور قرآن مجید کے رُو سے	ایڈیٹر	ص۱۵
• میری زندگی	ابو العطاء	ص۲۱

ضروری اعلان

شمسؓ نمبر کے لئے مضامین

الفرقان جلسہ سالانہ پر حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کے حالات پر مشتمل ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مقالات و تاثرات کے پہنچنے کی آخری تاریخ ۵ دسمبر ۱۹۶۷ء ہے۔ اس کے بعد آنے والے مضامین درج نہ ہو سکیں گے۔ احباب اپنے منظوم و منثور کلام سے جلد ممنون فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

خاص توجہ کے قابل درخواست

ماہنامہ الفرقان کی مالی حالت کو درست کرنے کیلئے ضروری ہے کہ:-

اوّل۔ جملہ بقایا دار اپنے اپنے بقایاجات ادا فرمائیں۔

دوم۔ ہر خریدار بھائی کم از کم ایک نیا خریدار مہیا فرمائے۔

سوم۔ تبلیغی اغراض سے غیر از جماعت دوستوں کے نام رسالہ جاری کرایا جائے۔ (مینیجر)

شرح چندہ سالانہ

پاکستان :-	چھ روپے
ہندوستان :-	آٹھ روپے موجودہ بھارتی
دیگر ممالک :-	تیرہ شلنگ یا تیرہ روپے

اطلاع

ماہ دسمبر کا پرچہ رمضان المبارک کے مسائل پر مشتمل ہوگا۔ انشاء اللہ

(ایڈیٹر)

ابتدائیہ

ماہنامہ الفرقان ایک تبلیغی مجلہ ہے۔ غیر مسلموں کو اسلام کا پیغام پہنچانا اس کا نصب العین ہے۔ مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا اس کی ذمہ داری ہے۔ دہریوں، عیسائی پادریوں اور بہائیوں کی طرف سے قرآن مجید پر کئے گئے اعتراضات کی تردید اس کا اہم مقصد ہے۔ علماء کی طرف سے احمدیت (حقیقی اسلام) کے بارے میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا اس کے واجبات میں سے ہے۔ تبلیغ اسلام کے راستہ کی ہر روک کو دور کرنا الفرقان کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفرقان سترہ برس سے اپنا فرض مقدور بھر بجا لا رہا ہے۔

اس جگہ الفرقان کے خریدار اصحاب اور قارئین کا شکریہ ادا کرنا بھی لازمی ہے جو مسلسل تعاون فرما رہے ہیں جزاھم اللہ خیر الجزاء

آجکل حالات ایسے ہیں کہ احباب کے خاص تعاون اور سرپرستی کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ اس طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔

الفرقان کا پیش نظر شمارہ (نومبر ۶۶ء) ایک خاص نمبر ہے۔ اس میں لندن کا ایک ایمان افروز خط ہے۔ سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ قیمتی اور نادر مقالہ ہے جو آپ نے انگلستان اور دیگر ممالک کے لوگوں کے لئے آسمانی انذار کے طور پر رقم فرمایا اور جلسۂ عام میں سنایا۔ اس طرح یورپ پر اتمام حجت ہوئی۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مقام پر انجیل و قرآن کا موازنہ بھی ایک اہم مضمون ہے اس میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں اور حضرت مسیح کا صحیح مقام بھی واضح کیا گیا ہے۔

ہم کسی کی دلآزاری کے قائل نہیں۔ حق کو نرمی سے نرم الفاظ میں واضح کرنا ہمارا مسلک ہے اسلئے اگر عیسائی صاحبان اس سلسلہ میں کوئی استفسار کریں گے تو اس کا بھی مدلل جواب دیا جائے گا وباللہ التوفیق ۔

الانذار

انگلستان، یورپ اور دیگر اقوامِ عالم کے نام پیغام

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کا دردمندانہ خطاب

امن کی راہ اسلام کے قبول کرنے میں ہی ہے!

[سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے جولائی ۱۹۶۷ء میں بلادِ یورپ کا تبلیغی سفر فرمایا۔ اس دوران آپ نے "مسجد نصرت جہاں" ڈنمارک کا افتتاح فرمایا۔ احمدی تبلیغی مشنوں کا معائنہ بھی فرمایا۔ ہر جگہ اسلام کا پیغامِ امن پہنچایا۔ لندن کے وانڈزورتھ ہال میں آپ نے انگریزی زبان میں اہلِ یورپ اور دیگر اقوام کو جو واضح انتباہ فرمایا وہ درج ذیل ہے ——— (ایڈیٹر)]

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا:-

"احمدیہ جماعت کے امام کی حیثیت میں مجھے ایک روحانی مقام پر فائز ہونے کی عزت حاصل ہے۔ اس حیثیت میں مجھ پر بعض ایسی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کو میں آخری سانس تک نظر انداز نہیں کر سکتا۔ میری ان ذمہ داریوں کا دائرہ تمام بنی نوع انسان تک وسیع ہے۔ اور اس عقدِ اخوت کے اعتبار سے مجھے ہر انسان سے پیار ہے۔

احبابِ کرام! انسانیت اس وقت ایک خطرناک تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔ اس سلسلہ میں میں آپ کے لئے اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے ایک اہم پیغام لایا ہوں۔ موقعہ کی مناسبت کے پیشِ نظر میں اسے مختصراً بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

میرا یہ پیغام امن، صلح اور انسانیت کے لئے امید کا پیغام ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ پورے غور کے ساتھ میری ان مختصر باتوں کو سنیں گے اور پھر ایک غیر متعصب اور روشن دماغ کے ساتھ ان پر غور کریں گے۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ۱۸۳۵ء انسانی تاریخ میں ایک نہایت ہی اہم سال تھا کیونکہ اس سال شمالی ہند کے ایک غیر معروف اور گمنام گاؤں قادیان کے ایک ایسے گھرانہ میں جو ایک وقت تک اس علاقہ کا

شاہی گھرانہ رہنے کے باوجود شاہزادگی کی سب شان و شوکت کھو بیٹھا تھا ایک ایسے بچے کی پیدائش ہوئی جس کے لئے مقدر تھا کہ وہ نہ صرف روحانی دنیا میں بلکہ مادی دنیا میں بھی ایک انقلابِ عظیم پیدا کرے۔ اس بچے کا نام اس کے والدین نے مرزا غلام احمد رکھا۔ اور بعد میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے اور مسیح اور مہدی کے خدائی القاب سے مشہور ہوا علیہ السلام۔

مگر قبل اس کے کہ میں اس روحانی اور مادی انقلابِ عظیم پر روشنی ڈالوں میں آپ کی سوانح حیات نہایت مختصر الفاظ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

تاریخی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی پیدائش ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی۔ اور جس زمانہ میں آپ پیدا ہوئے وہ زمانہ نہایت جہالت کا زمانہ تھا اور لوگوں کی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ تھی۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے نام کوئی خط آتا تو اسے پڑھوانے کے لئے اسے بہت محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑتی اور بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا کہ ایک لمبا عرصہ خط پڑھنے والا کوئی نہ ملتا۔

جہالت کے اس زمانہ میں آپ کے والد نے بعض معمولی پڑھے لکھے اساتذہ آپ کی تعلیم پر مقرر کئے جنہوں نے آپ کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا۔ مگر وہ اس قابل نہ تھے کہ معارفِ قرآنی اور اسرارِ روحانی کی ابتدائی تعلیم بھی آپ کو دے سکتے۔ اس کے علاوہ ان اساتذہ نے عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم آپ کو دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو عربی اور فارسی پڑھنی آ گئی۔ اس سے زیادہ آپ نے اساتذہ سے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی سوائے طب کی بعض کتب کے جو آپ نے اپنے والد سے پڑھیں جو اس زمانہ میں ایک مشہور طبیب تھے۔

یہ تھی وہ کُل تعلیم جو آپ نے درسی طور پر حاصل کی۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا اور آپ اپنے والد صاحب کے کتب خانہ کے مطالعہ میں بہت مشغول رہتے تھے لیکن چونکہ اس زمانہ میں علم کی خاص قدر نہ تھی اور آپ کے والد کی خواہش تھی کہ وہ دنیوی کاموں میں اپنے والد کا ہاتھ بٹائیں اور دنیا کمانے اور دنیا میں عزت کے ساتھ رہنے کا ڈھنگ سیکھیں اسلئے آپ کے والد آپ کو کتب کے مطالعہ سے ہمیشہ روکتے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ زیادہ پڑھنے سے تمہاری صحت پر بُرا اثر پڑے گا۔

ظاہر ہے کہ اس قدر معمولی تعلیم کا مالک وہ عظیم کام ہرگز نہیں کر سکتا تھا جو اللہ تعالیٰ آپ سے لینا چاہتا تھا اسلئے خدا خود آپ کا معلّم اور استاد بنا۔ اور خود اس نے آپ کو معارفِ قرآنی اور اسرارِ روحانی اور دنیوی علوم کے بنیادی اصول سکھائے اور اس کے ذہن کو اپنے نور سے منور کیا اور اسے قلم کی بادشاہت اور بیان کا حسن اور شیرینی عطا کی اور اس کے ہاتھ سے بیسیوں بے مثل کتب لکھوائیں اور بیسیوں شیریں تقاریر کروائیں جو علم اور معرفت کے خزانوں سے بھری ہوئی ہیں۔

۱۸۳۵ء کا سال اس قدر اہم اور اس سال

پیدا ہونے والا بچہ اس قدر عظیم تھا کہ پہلے نوشتوں میں اس کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی۔ اس ضمن میں مَیں صرف ایک پیشگوئی بتانا چاہتا ہوں اور وہ پیشگوئی حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو آپ نے اس مولود کے متعلق قریباً تیرہ صد سال قبل دی تھی اور وہ یہ ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا
مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ
يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ
مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ
فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا
مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

(دارقطنی جلد اوّل ص۱۸۸ مؤلفہ حضرت علی بن عمر احمد الدارقطنی مطبوعہ مطبع انصاری)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اُمتِ مسلمہ میں بہت سے جھوٹے دعویدار کھڑے ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مہدی ہیں حالانکہ وہ مہدی نہ ہوں گے۔ مہدویت کا سچا دعویدار وہ ہوگا جس کی صداقت کے ثبوت کیلئے آسمان دو نشان ظاہر کرے گا یعنی چاند اور سورج اس کی سچائی پر گواہ ٹھہریں گے۔ اس طرح کہ رمضان کے مہینے میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ ماہِ رمضان کو چاند گرہن ہوگا اور اسی رمضان میں سورج گرہن ہونے کے درمیانے دن یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ مہینوں میں سے ماہِ رمضان کی تعیین اور چاند کے لئے پہلی رات کی تعیین اور سورج کے لئے درمیانے دن کی تعیین غیر معمولی تعیین ہے جو انسانی طاقت اور علم اور فہم سے بالا ہے۔

چنانچہ جب وقت آیا تو ایک مدعی نے واقعی ظہور کیا اور دعویٰ کیا کہ مَیں مہدی ہوں اور اس کے دعوے کے ثبوت کے طور پر دونوں نشان یعنی چاند اور سورج گرہن جس طرح کہ پیشگوئی میں بتائے گئے تھے ظہور میں آئے۔ پس یہ ایک غیر معمولی اور معجزانہ پیشگوئی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے لئے کی تھی اور جیسا کہ واقعات نے ثابت کیا یہ پیشگوئی اپنے وقوعہ سے قریباً تیرہ صد سال قبل کی گئی تھی ۔ یہ پیشگوئی انسانی عقل اور قیافہ اور علم سے بالا ہے۔

پھر یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ وہ عظیم بچہ جو ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا تھا اس نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر ۱۸۹۱ء میں دنیا میں یہ اعلان کیا کہ وہی موعود مہدی ہے اور اپنے دعوے کی صداقت کے ثبوت کے لئے ہزاروں عقلی اور نقلی دلائل اور آسمانی تائیدات اور اپنی پیشگوئیاں جن میں سے بہت سی اس کے زمانہ میں پوری ہو چکی تھیں اور بہت تھیں جن کے پورا ہونے کا وقت ابھی بعد میں آنے والا تھا دنیا کے سامنے پیش کیں۔ مگر وقت کے علماء نے اس کے دعوے کو جھٹلایا اور انکار کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ مہدی کے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی

معیّنہ تاریخوں میں چاند اور سورج کا گرہن بطور علامت کے بیان کیا تھا چونکہ اس پیشگوئی کے مطابق چاند اور سورج کو گرہن نہیں لگا اس سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے دعوے میں سچے نہیں لیکن وہ قادر و توانا خدا جو اپنے وعدہ کا سچا اور اپنے مخلص عباد کے ساتھ وفا اور پیار کا سلوک کرنے والا ہے اس نے عین اپنے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ۱۸۹۴ء کے ماہِ رمضان میں معیّنہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن کی حالت میں کر دیا اور دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا اور ہر دو جہان کا رب بڑی عظمت اور جلال اور قدرت کا مالک ہے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ یہی نشان رمضان ہی کے مہینہ میں اور عین معیّنہ تاریخوں پر ۱۸۹۵ء میں دوسری دنیا کو دکھایا تا مشرق اور مغرب اور پرانی اور نئی دنیا کے بسنے والے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کی صداقت کے گواہ ٹھہریں پس عظیم ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جس نے اپنے خدا سے علم پا کر یہ معجزانہ پیشگوئی فرمائی اور عظیم ہے آپ کا وہ روحانی فرزند جس کے حق میں وہ پوری ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے زمانہ تک اگرچہ کئی پیدا ہوئے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر ان میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کی مہدویت کی صداقت پر چاند اور سورج گواہ بنے ہوں۔ یہ ایک بات ہی اس امر کے لئے کافی ہے کہ آپ ٹھنڈے دل اور گہرے فکر سے اس مدعی کے دعویٰ پر غور کریں جس کا پیغام میں آج آپ تک پہنچا رہا ہوں اور جس کی عظمت اور صداقت پر چاند اور سورج بطور گواہ کھڑے ہیں۔

سورج اور چاند کی شہادت تو میں بیان کر چکا اب آیئے زمین کی آواز سنیں وہ کیا کہتی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی وجہ سے اور آپ کی صداقت کے ثبوت میں زمین پر ایک حیرت انگیز اور محیّر العقول مادی اور روحانی انقلاب ہونا مقدر تھا۔

درحقیقت تمام انقلابات اور تمام تاریخی تغیّرات اسی انقلاب کے سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں جو آپ کے دنیا میں مبعوث ہونے کے ساتھ شروع ہوا تھا اور جو آپ کی صداقت کے ثبوت کے طور پر بطور گواہ کے ہے۔ مزید برآں یہ سب انقلابات اور انسانی تاریخ کے سب اہم موڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہیں۔ چند مثالیں میں پیش کرتا ہوں۔

آپ کے دعوے کے وقت مہذب اور فاتح مغربی طاقتوں کے مقابلہ میں کسی مشرقی طاقت کا کوئی وجود نہ تھا لیکن ۱۹۰۴ء میں آپ نے دنیا کو یہ بتایا کہ عنقریب مہذب اور فاتح مغربی طاقتوں کے رقیب کی حیثیت میں دنیا کے افق پر ایسی مشرقی طاقتیں ابھرنے والی ہیں جن کی طاقت کا لوہا مغربی طاقتوں کو بھی ماننا پڑے گا۔ چنانچہ جلد ہی اس کے بعد جنگِ روس و جاپان میں جاپان نے فتح پائی اور

وہ ایک مشرقی طاقت کے طور پر افق دنیا پر نمودار ہوا۔

پھر دوسری جنگ عظیم میں جب جاپان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو چین ایک مشرقی طاقت کی حیثیت میں افق دنیا پر اپنی پوری مشرقیت اور طاقت کے ساتھ نمودار ہوا اور انسانی تاریخ میں ان ہر دو طاقتوں کے عروج کے ساتھ ایک نیا موڑ آیا جن کے اثرات انسانی تاریخ میں اتنے وسیع اور اہم ہیں کہ کوئی شخص ان سے انکار نہیں کر سکتا —— اور یہ جو کچھ ہوا الٰہی منشاء اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوا۔

ہمارے زمانے کا دوسرا اہم واقعہ جس سے قریباً ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں متاثر ہوئی ہے زارِ روس اور شاہی نظام کی کامل تباہی اور بربادی اور کمیونزم کا برسر اقتدار آنا ہے۔ روسی انقلاب کا عظیم سانحہ، جس نے دنیا کی تاریخ کا رُخ ایک خاص سمت موڑ دیا ہے بھی آپ کی پیشگوئی کے عین مطابق منصۂ ظہور میں آیا۔ آپ نے ۱۹۰۵ء میں زارِ روس اور شاہی خاندان اور شہنشاہیت کی کامل تباہی اور زوال کی خبر دی تھی۔ اور یہ حیرت انگیز اتفاق ہے کہ اسی سال اس پیشگوئی کے چند ماہ بعد ہی وہ سیاسی پارٹی معرض وجود میں آئی جو قریباً بارہ تیرہ سال بعد شاہی خاندان اور شاہی نظامِ حکومت کی تباہی کا باعث بنی اور اس کے بعد کمیونزم پہلے روس میں اور پھر دنیا کے دیگر مقامات میں برسر اقتدار آیا۔ یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ زارِ روس کی تباہی اور کمیونزم کا غلبہ اور اقتدار تاریخ انسانیت کا نہایت دُکھ دہ المیہ اور اہم ترین واقعہ ہے جس کے پڑھنے سے گو دل میں درد تو پیدا ہوتا ہے لیکن اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ دنیا کا کوئی ملک بھی بشمول آپ کے ملک کے اس کے اثر سے بچ نہیں سکا۔ لیکن ہمارے لئے ان تبدیلیوں پر حیران ہونے یا تشویش کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ان تغیرات کی سمت، رفتار اور شدت کے بارے میں ہمیں مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی خبریں دیدی تھیں اور آئندہ اپنے وقت پر یہ بات واضح ہو جائیگی کہ کس طرح یہ تغیرات خدائی ارادے کی تکمیل میں ممد ہوئے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں دو طاقتیں ایسی اُبھریں گی کہ دنیا اُن میں بٹ جائیگی اور کوئی اور طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ پھر وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کر کے اپنی تباہی کا سامان پیدا کریں گی۔

لیکن صرف اس جنگ کے بارے میں ہی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ بانی سلسلہ احمدیہ نے **پانچ عالمگیر تباہیوں** کی خبر دی ہے۔

پہلی جنگِ عظیم کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ دنیا سخت گھبرا جائے گی۔ مسافروں کے لئے وہ وقت سخت تکلیف کا ہوگا۔ ندیاں خون سے سُرخ ہو جائیں گی۔ یہ آفت یک دم اور اچانک آئے گی۔ اس صدمہ سے جوان بوڑھے ہو جائیں گے، پہاڑ اپنی جگہوں سے اُڑا دیئے جائیں گے، بہت سے لوگ اس تباہی کی ہولناکیوں سے دیوانے ہو جائیں گے۔ یہی زمانہ زارِ روس کی تباہی کا ہوگا۔ اس زمانے میں کمیونزم کا بیج دُنیا میں بویا جائیگا

جنگی بیڑے تیار رکھے جائیں گے اور خطرناک سمندری لڑائیاں لڑی جائیں گی، حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا جائیگا شہر قبرستان بن جائیں گے۔

اس تباہی کے بعد ایک اور عالمگیر تباہی آئیگی جو اس سے وسیع پیمانے پر ہوگی اور زیادہ خوفناک نتائج کی حامل ہوگی۔ وہ دنیا کا نقشہ ایک دفعہ پھر بدل دے گی اور قوموں کے مقدر کو نئی شکل دے دیگی۔ کمیونزم بہت زیادہ قوت حاصل کرلے گی اور اپنی مرضی منوانے کی طاقت اس میں پیدا ہو جائے گی اور وہ وسیع وعریض رقبہ پر چھا جائے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا مشرقی یورپ کے بہت سے حصے کمیونسٹ ہوگئے اور چین کے ستر کروڑ باشندے بھی اسی راستے پر چل پڑے اور ایشیا اور افریقہ کی اُبھرتی ہوئی قوموں میں کمیونزم کا اثر و نفوذ بہت بڑھ گیا ہے۔ دنیا دو متحارب گروہوں میں منقسم ہوگئی ہے۔ جن میں سے ہر ایک جدید ترین جنگی ہتھیاروں سے لیس اور اس بات کے لئے تیار ہے کہ انسانیت کو موت و تباہی کی بھڑکتی ہوئی جہنم میں دھکیل دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے، ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔

روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بھگار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔

شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔

پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرلیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا

مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہؐ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ پہلے جاپان اور چین کا پیشگوئی کے مطابق مشرقی طاقت کے رنگ میں افق پر اُبھرنا' روس کے شاہی خاندان اور شاہی نظام کی تباہی' اس کی بجائے کمیونزم کا قیام اور سیاسی اقتدار اور پھر دنیا میں اس کا نفوذ بڑھنا' پہلی عالمگیر جنگ جس نے دنیا کا نقشہ بدل دیا اور پھر دوسری عالمگیر جنگ جس نے دوبارہ دنیا کا نقشہ بدل دیا ایسے اہم واقعات ہیں جو تاریخ انسانیت میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ سب واقعات اسی طرح ظہور میں آئے جس طرح کہ ان کی پہلے سے خبر دی گئی تھی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقصد کو پورا کر کے ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے' ان تمام پیشگوئیوں کی اس سے قبل ہی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو چکی تھی اس لئے یہ بات یقینی ہے کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے متعلق جو پیش خبریاں دی گئیں اور نبوت کی گئی ہے وہ بھی ضرور اپنے وقت پر پوری ہوں گی کیونکہ یہ پیش خبریاں ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اسلامی **صبح صادق کے طلوع کے آثار** ظاہر ہو رہے ہیں گو ابھی دھندلے ہیں لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا اور دنیا کو منور کرے گا لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقع ہو ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے' ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں ڈالی جا سکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے۔ وہ اب بھی خدا کے غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کرے' فسق و فجور سے باز آ جائے۔ **حقوق اللہ اور حقوق العباد** ادا کرنے لگے اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کر لے مگر اس کا انحصار تو ان قوموں پر ہے جو اس وقت طاقت اور دولت اور قومی عظمت کے نشہ میں مست ہیں کہ آیا وہ اس مستی کو چھوڑ کر روحانی لذت اور سرور کی خواہاں ہیں یا نہیں؟ اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہ سکے گا۔

پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدائے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور صداقت کو قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔

اب میں مختصراً اس روحانی انقلاب کا

ذکر کرتا ہوں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ دنیا میں رونما ہونا تھا۔ مگر یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ آپ کی بعثت کے زمانہ میں اسلام انتہائی کس مپرسی اور تنزل کی حالت میں تھا، علم مسلمانوں کے پاس نہ تھا، دولت سے وہ محروم تھے، صنعت و حرفت میں ان کا کوئی مقام نہ تھا، تجارت ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی، سیاسی اقتدار وہ کھو چکے تھے اور حقیقی معنی میں تو دنیا کے کسی حصہ میں وہ صاحب اختیار حاکم نہ رہے تھے۔ اخلاقی حالت بھی ابتر تھی اور شکست خوردہ ذہنیت ان میں پیدا ہو چکی تھی اور پھر اُبھرنے اور زندہ قوموں کی صف میں کھڑے ہونے کی کوئی امنگ باقی نہ رہی تھی۔ اسلام کی مخالفت کا یہ حال تھا کہ دنیا کی سب طاقتیں اسلام پر حملہ آور ہو رہی تھیں اور اسلام کو سر چھپانے کے لئے کہیں جگہ نہ مل رہی تھی۔ عیسائیت سب میں پیش پیش تھی اور اسلام کے سب سے بڑے دشمن ـ عیسائی مناد کثرت سے دنیا میں پھیل گئے تھے عیسائی دنیا کی دولت اور سیاسی اقتدار ان منادوں کی مدد کو ہر وقت تیار تھا اور ان کا پہلا اور بھرپور وار اسلام کے خلاف تھا۔ اسے اپنی فتح کا اتنا یقین تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ دنیا میں اعلان کیا گیا کہ

۱۔ برّاعظم افریقہ عیسائیت کی جیب میں ہے۔
۲۔ ہندوستان میں دیکھنے کو بھی مسلمان نہ ملیگا اور
۳۔ وقت آگیا ہے کہ مکہ معظمہ پر عیسائیت کا جھنڈا لہرائے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی اپنی حالت یہ تھی کہ ابھی گنتی کے چند غریب مسلمان آپ کے گرد جمع ہوئے تھے۔ کوئی جتھہ، کوئی دولت، کوئی سیاسی اقتدار آپ کے پاس نہ تھا مگر وہ جس کے قبضۂ قدرت میں ہر شے ہے آپ کے ساتھ تھا اور اسی خدا نے آپ سے یہ کہا کہ دنیا میں یہ منادی کر دو کہ اسلام کی تازگی کے دن آگئے ہیں اور وہ دن دُور نہیں جب اسلام تمام ادیانِ عالم پر اپنے دلائل اور اپنی روحانی تاثیروں کی رُو سے غالب آئے گا۔

آگے چلنے سے قبل ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے اور ہم تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح ناصری علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ نبی تھے اور ان کی والدہ بھی نیکی میں ایک پاک نمونہ تھیں۔ قرآن کریم نے ان دونوں کا ذکر عزت سے کیا ہے۔ مریم علیہا السلام کو تو قرآن کریم نے پاکیزگی کی مثال کے طور پر پیش کیا ہے اور قرآن کریم میں آپ کا ذکر انجیل کی نسبت زیادہ عزت کے ساتھ کیا گیا ہے لیکن قرآن کریم ان دونوں کو معبود ماننے کے کلیسیائی عقیدے کی سختی سے تردید فرماتا ہے۔ یہ بات اور عیسائی کلیسیا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت سے انکار دو ایسے امور ہیں جو اسلام اور عیسائیت کے بنیادی اور اصولی اختلاف ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"میں ہردم اسی فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا

مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا گیا اور ایک مُشتِ خاک کو ربّ العالمین سمجھا گیا۔ مَیں کبھی کا اِس غم میں فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدائے قادر فرماتا ہے کہ اگر مَیں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔ سو اب اُس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا دے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نُور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کُند ہوگا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نُور اُتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو مَیں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۸-۹)

اِن زبردست پیشگوئیوں کے بعد تو دُنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ افریقہ کا وسیع برّاعظم عیسائیت کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی بجائے اسلام کے خنک اور سرو بخش سایہ تلے جمع ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں یہ حالت ہے کہ احمدی نوجوانوں سے بات کرتے ہوئے بھی بڑے بڑے پادری گھبراتے ہیں اور تکم یہ عیسائیت کا

جھنڈا لہرانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا اور نہ کبھی ہوگا (انشاء اللہ)

غلبۂ اسلام کے متعلق جو بشارتیں دی گئی تھیں ان کے پورا ہونے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں ایک تیسری عالمگیر تباہی کی بھی خبر دی گئی ہے جس کے بعد اسلام پوری شان کے ساتھ دنیا پر غالب ہوگا۔ مگر یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ توبہ اور اسلام کی بتائی ہوئی راہیں اختیار کرنے سے یہ تباہی ٹل بھی سکتی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کرکے اور اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو اس تباہی سے بچالیں یا اس سے دُوری کی راہیں اختیار کرکے خود کو اور اپنی نسلوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ ڈرانے والے عظیم انسان نے خدا اور محمدؐ کے نام پر (مندرجہ ذیل الفاظ میں) آپ کو ڈرایا ہے اور اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا فرض پورا کرنے کی توفیق دے۔ میں اپنی تقریر اس عظیم شخص کے اپنے الفاظ پر ختم کرتا ہوں:-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔

تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اسلئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی

مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

نا قابلِ فراموش تازہ ترین اقتباس

اعترافِ حقیقت

شیعی رسالہ پیامِ عمل لاہور لکھتا ہے:-

"کیا قادیانیوں کے سامنے ہم کو شرم کے مارے گردنیں نہ جھکا لینی چاہئیں۔ مُٹھی بھر لوگ اور کیا تنظیم ہے۔ ان کے لٹریچر، ان کے مرکز تبلیغ یورپ بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور خوب کام کر رہے ہیں۔

یورپ اور امریکہ میں مسلمان تو بہت ہیں گر مسلمان صورت ہی ہیں ان کو حقیقی اسلام کی خبر ہی نہیں"

(پیامِ عمل نومبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۵)

حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کا مقام

بائیبل و قرآن مجید کے رُو سے

تین قومیں

حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کا تعلق تین[۳] قوموں سے ہے۔ بنی اسرائیل[۱] یعنی یہودیوں میں وہ پیدا ہوئے، انہی کی طرف اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا تھا۔ یہود نے ان کی تکذیب کی اور انہیں مفتری اور لعنتی ٹھہرایا۔ عیسائی[۲] حضرت مسیح کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں بیسیوں فرقے ہیں ایک فرقہ موحدین بھی ہے جو شروع سے اس عقیدہ پر قائم ہیں کہ خدا تعالےٰ واحد لاشریک لہٗ ہے۔ حضرت مسیح صرف رسول اور خدا کے ایک نبی تھے لیکن عیسائیوں کی موجودہ اکثریت حضرت مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا خیال کرتی ہے۔ تیسری[۳] قوم جس کا مسیح سے تعلق ہے وہ مسلمان ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق جس طرح باقی سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح کو بھی نبی اور رسول مانتے ہیں۔

گویا مسیح علیہ السلام کے مقام نبوت کے لحاظ سے یہود آپ کے منکر اور مکذب ہیں۔ نصاریٰ آپ کے مقام میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ صرف مسلمان آپ کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ مسلمان جادۂ اعتدال اور صحیح طریق پر قائم ہیں۔

پُراختلافات شخصیّت

حضرت مسیح کے بارے میں ہر سہ اقوام کے عقائد و خیالات کا جائزہ لیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کی ذات آپ سے تعلق رکھنے والوں کے متضاد خیالات کا مجمع ہے۔ یہودی حضرت مسیح کی ولادت کو ناجائز اور غیر صحیح ٹھہراتے ہیں۔ مسلمان اور عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی ولادت بن باپ ہوئی ہے محض قدرتِ خداوندی سے وہ پیدا ہوئے ہیں مگر اس ولادت سے ان دونوں قوموں نے الگ الگ نظریات قائم کئے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ چونکہ قادرِ مطلق خدا تھے اسلئے بغیر باپ کے پیدا ہو گئے۔ (حالانکہ قادرِ مطلق کے لئے رحمِ مادر سے پیدا ہونے کا معمہ کوئی پادری حل نہیں کر سکتا) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ پیدائش مسیح کے مخلوق اور بندۂ خدا ہونے کی دلیل ہے۔ بے باپ پیدا کرنے میں خاص حکمت تھی

تا یہ بتایا جائے کہ مسیح کا تو اسرائیلی باپ ہی نہیں اب آئندہ آنے والا نبیؐ اعظم ماں اور باپ ہر دو کے لحاظ سے غیر اسرائیلی ہوگا وہ بنی اسمٰعیل میں سے آئیگا۔

حضرت مسیح کی عمر کے بارے میں اور اس دنیا سے گزرنے کے طریق کے متعلق بھی تینوں قوموں میں اختلاف ہے۔ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح تینتیس ۳۳ سال کی عمر کے تھے کہ یہود نے انہیں صلیب پر چڑھا کر مار دیا۔ یہودی عقیدہ کے مطابق وہ لعنتی قرار پائے اور ان کا قصہ تمام ہو گیا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہو گیا اور جسم سمیت آسمان پر چڑھ گیا۔ ابھی تک آسمانوں میں زندہ بیٹھا ہے اور کسی غیر معلوم زمانہ میں جسمانی طور پر زمین پر اترے گا اور اپنے مخالفین سے انتقام لے گا اور عیسائیت کو قائم کرے گا۔

مسلمانوں میں موجودہ عوام خیال کرتے ہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھایا ہی نہیں گیا ان کی بجائے ایک اور شخص کو مسیح کا ہم شکل بنا دیا گیا جو صلیب پر مارا گیا اور زمین میں دفن کیا گیا۔ مسیح کو جسم سمیت آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ وہ جوان کے جوان آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں زمین پر اتر کر دین اسلام کی لوگوں کو ہدایت کرینگے۔ مسلمانوں میں سلف صالحین بالخصوص محققین اور موجودہ وقت میں جماعت احمدیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے ذریعہ ہرگز فوت نہیں ہوئے وہ صلیب سے اسی طرح زندہ بچائے گئے جس طرح دوسرے انبیاء دشمنوں کے مہلک حملوں سے بچائے جاتے رہے ہیں۔ مثلاً جس طرح حضرت ابراہیمؑ آگ سے بچائے گئے اسی طرح حضرت مسیحؑ صلیب سے بچائے گئے۔ اور پھر جس طرح بعد ازاں حضرت ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء اپنی اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی طبعی موت سے وفات پائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت، آپ کی زندگی اور آپ کی وفات غرض ہر مرحلہ میں ان سے تعلق رکھنے والی ان ہر سہ اقوام میں بہت اختلاف ہے۔ پس یہ کہنا بے جا نہیں کہ حضرت مسیح کی ذات مرکز اختلافات ہے۔ ان کے بارے میں بہت افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ حق وہی ہے جو ان دونوں امور کے درمیان ہے اور وہ سچے مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان ہے۔

مضمون کی غرض و غایت

ہمارے اس مقالہ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کے بارے میں بائبل اور قرآن مجید کے پیش کردہ بیانات کا موازنہ کیا جائے۔ اور حضرت مسیح کے بارے میں قرآن مجید نے جو صحیح موقف اختیار کیا ہے اسے واضح کر دیا جائے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ ہر دو کتابوں میں سے کون سی محفوظ اور جامع ہے اور کس میں انسانی تحریف نے راہ پائی ہے۔ یہ بھی کھل جائے گا کہ حضرت مسیح کے بارے میں انجیلی نقطہ نظر کیا ہے اور قرآن مجید نے ان کی صحیح شان کو قائم کر کے

کتنا بڑا احسان فرمایا ہے۔

عیسائی پادری قرآن مجید کے موقف سے جو ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں کہ گویا قرآن مجید نے حضرت مسیح کو عرشِ الوہیت پر بٹھا دیا ہے اس کا ازالہ کرنا بھی اِس مقالہ کا اہم مقصد ہے۔ عیسائیوں کا مشہور ٹریکٹ "مسیح کی شان از روئے قرآن" خاص طور پر ہمارے سامنے ہے۔ پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کا مقالہ بھی زیرِ نظر ہے۔ اِس لحاظ سے یہ مضمون موازنۂ قرآن و انجیل کے علاوہ عیسائیوں کے اعتراضات اور غلط استدلالات کا جواب بھی ہے۔

یسوع مسیح کا خاندان از روئے بائبل

اناجیل میں یسوع مسیح کا "نسب نامہ" دو جگہ ذکر کیا گیا ہے۔ ایک انجیل متی کے پہلے باب میں۔ دوسرے انجیل لوقا کے تیسرے باب میں۔ دونوں نسب ناموں میں آباء و اجداد کی تعداد میں قدرے اختلاف ہے۔ متی نے جو نسب نامہ ذکر کیا ہے اس میں تین عورتوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ تامار، راحاب، اور اوریاہ کی بیوی۔ (متی ۱/۳-۵-۷) اِن تینوں کے حالات از روئے بائیبل حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اور یوں ہوا کہ قریب تین مہینے کے بعد یہوداہ سے کہا گیا کہ تیری بہو تامار نے زنا کیا اور دیکھ اسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ بولا کہ اسے باہر لاؤ کہ وہ جلائی جائے جب وہ نکالی گئی اس نے اپنے سسر کو کہلا بھیجا کہ مجھے اس شخص کا حمل ہے جس کی یہ چیزیں ہیں اور کہا دریافت کیجئے کہ یہ چھاپ اور بازو بند اور یہ عصا کس کا ہے؟ تب یہوداہ نے اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ میں نے اسے اپنے بیٹے سیلہ کو نہ دیا لیکن وہ آگے کو اس سے ہمبستر نہ ہوا۔" (پیدائش ۳۸/۲۴-۲۶)

(۲) "وہ (دو مرد) گئے اور ایک فاحشہ کے گھر میں جس کا نام راحاب تھا آئے اور وہیں ٹکے۔" (یشوع ۲/۱)

(۳) "ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اُٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا۔ کیا وہ العام کی بیٹی بنت سبع حتی اوریاہ کی جورو نہیں؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اس عورت کو بُلا لیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آئی اور وہ اس سے ہم بستر ہوا

کیونکہ وہ ناپاکی سے پاک ہوئی تھی
اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ
عورت حاملہ ہو گئی" (۲ سموایل ۱۱/۵-۲)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کے خاندان کے بارے میں بائیبل کا بیان کیا ہے۔ جن مردوں کا اس نسب نامہ میں ذکر ہے ان کے متعلق گفتگو بہت طویل ہوگی۔ عیسائیوں کے ہاں یسوع کو ابن داؤد کہا جاتا ہے خود نسب نامہ کے عنوان میں بھی یہی درج ہے۔ داؤد کے متعلق بائیبل کا حوالہ (۲ سموایل) ظاہر ہے۔ بہرحال ہم یسوع کے خاندان کے بارے میں بائیبل سے اسی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرت مسیح کا خاندان از روئے قرآن پاک

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے خاندان کے سلسلہ میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۙ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝
(آل عمران ع ۴)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کو برگزیدہ کیا نسل ابراہیمؑ اور نسل عمرانؑ کو اپنے زمانہ کے لوگوں پر امتیاز بخشا۔ نسلاً بعد نسلٍ یہ سلسلہ جاری رہا۔ وہ وقت یاد کرو جب آل عمران کی ایک خاتون نے بارگاہ ایزدی میں عاجزانہ دعا کی اور کہا کہ خداوندا میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے تیرے لئے وقف کرتی ہوں۔ وہ دنیوی دھندوں سے آزاد ہوگا تو میری یہ قربانی قبول فرما۔ تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ جب اس خاتون نے بچہ جنا تو اسے دیکھ کر کہا کہ اے خدا میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اللہ کو خوب پتہ ہے کہ اس نے کیا جنا تھا۔ اس کا ذہنی لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اب اس کا نام مریم رکھتی ہوں اور اسے اور اس کی نسل کو شیطان رجیم سے بچانے کے لئے تیری پناہ میں دیتی ہوں"

ان آیات میں مسیح کے خاندان کو اسی مقدس خاندان کی ایک کڑی قرار دیا گیا ہے جو خانوادۂ انبیاء کہلاتا ہے۔ آدمؑ تک صالحین و ابرار کا سلسلہ ہے۔ والدۂ مریم کو ایک انتہائی پارسا خاتون قرار دیا گیا ہے۔ اس کی نیک نیتی اور قربانی کو سراہا گیا ہے۔ پھر حضرت مریم اور حضرت ابن مریم کے حق میں اس کی منکسرانہ دعا کا تذکرہ فرمایا ہے۔ کہاں یہ مقدس خاندان اور کہاں وہ لوگ جن کو بائیبل یسوع کے آباء و اجداد اور نانیوں دادیوں کے طور پر پیش کرتی ہے؟

حضرت مریم کا بچپن و جوانی

حضرت مریم کی زندگی کا ایک وہ حصہ ہے جو حضرت مسیح کی ولادت سے پیشتر تھا اور دوسرا حصہ مسیح کی ولادت کے بعد کی زندگی کا ہے۔ بائبل حضرت مریم کی ابتدائی پرہیزگاری کی زندگی کے بارے میں بالکل خاموش ہے۔ انجیل انہیں پہلے پہل یوسف نجار کی منگیتر کے طور پر ذکر کرتی ہے (متی ۱/۱۸) دوسری انجیل میں لکھا ہے:-

"چھٹے مہینے جبرئیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔"
(لوقا ۱/۲۶-۲۷)

اس کے مقابل قرآن مجید نے حضرت مریم بتول کو بچپن سے پاک، راستباز اور عبادت گزار خاتون کے طور پر پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
(آل عمران ع ۴)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مریم کو بہترین طور پر قبول فرمایا اور اس کی عمدہ طریق سے نشوونما اور تربیت فرمائی حضرت زکریا ان کے نگران ہوئے۔ جب زکریا معبد میں ان کے پاس آتے تو رزق موجود ہوتا۔ پوچھتے کہ اسے مریم! یہ تجھے کہاں سے ملا ہے؟ تو وہ فرمایا کرتیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب عطا فرماتا ہے۔"

ابن مریم کی ولادت

بائبل میں لکھا ہے:-

(الف) "اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی پس اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا چپکے سے اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔

وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں دکھائی دیکر کہا اے یوسف ابن داؤد! اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔"

(متی ۱/۱۸-۲۰)

(ب) "فرشتے نے اس کے پاس اندر آ کے کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے۔ خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ فرشتے نے اس سے کہا اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔"

(لوقا ۱/۲۸-۳۱)

(ج) "مریم نے فرشتے سے کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ اور فرشتے نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائے گا۔" (لوقا ۱/۳۴-۳۵)

حضرت مسیحؑ کی بن باپ ولادت کے بارے میں قرآنی بیان یہ ہے:-

(الف) اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (آل عمران ع ۵)

ترجمہ۔ یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت میں باعزت ہوگا مقربین میں سے ہوگا۔ لوگوں سے بچپن اور جوانی کے عالم میں خاص کلام کرے گا اور بڑے قابل ہستیوں میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کس طرح ہو سکتا ہے مجھے تو کسی مرد

نے چھوا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
بات یونہی ہے اللہ تعالیٰ جس طرح
چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ
کسی امر کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اُسے
کُن کہتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے"

(ب) قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ۖ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۝ (مریم ع)

ترجمہ۔ فرشتے نے کہا کہ میں تیرے رب کی طرف سے ایلچی ہوں تا تجھے پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری عطا کروں۔ مریم نے کہا کہ میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ جائز طور پر بھی مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ اس نے کہا کہ واقعہ یونہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ اس طرح (بن باپ) پیدا کرنا میرے لئے بالکل آسان ہے نیز اسلئے بھی ایسا ہوگا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے، وہ ہماری طرف سے رحمت ہوگا۔ اور یہ امر طے شدہ ہے"

قارئین کرام! آپ خود مسیحؑ کی بن باپ ولادت کے دونوں بیانوں میں موازنہ فرمائیں۔ قرآن مجید کا بیان زیادہ واضح، صاف اور حضرت مریم کی شان کے شایاں ہے۔ انجیلی بیان میں خلط ہو گیا ہے اور غیر ضروری اور غیر متعلق امور کو داخل کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک حضرت مسیحؑ کے بن باپ قدرتِ خداوندی سے پیدا ہونے کا سوال ہے قرآن مجید اور اناجیل کے بیان میں اتفاق ہے۔ ہر دو جگہ یہ نادر ولادت اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا نتیجہ قرار دی گئی ہے۔ حضرت مسیحؑ کے ذاتی اقتدار کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں۔ پس وہ مخلوق ہیں خالق محض اللہ تعالیٰ ہے۔

قرآن پاک کا خصوصی انداز

قرآن مجید نے سورۂ مریم ع۲ میں خصوصیت سے مسیحؑ کے بطنِ مریم سے دردِ زہ کے ذریعہ سے پیدا ہونے کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مریم کے اپنی قوم کے سامنے شرمندہ ہونے کے تصور سے ان کی تکلیف کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس میں خاص حکمت ہے ورنہ ان عام باتوں کے ذکر کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ یہ درست ہے کہ حضرت مریم کا قول يَٰلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا (مریم ع۲) ظاہر کرتا ہے کہ "وہ بدنامی کی زندگی پر فراموشی کی موت کو ترجیح دیتی تھی اور یہ ایک زبردست دلیل ہے اس امر پر کہ حضور مسیح بغیر باپ کے

پیدا ہوئے تھے۔" (مسیحی ٹریکٹ مسیح کی شان ص۱۱) مگر اس سے دردِ زِہ کی شدت بھی عیاں ہے۔

اس ساری کیفیت کو قرآن مجید نے اس غرض سے ذکر فرمایا ہے تا واضح ہو جائے کہ مسیح انسانوں میں سے ایک انسان تھا، مریم عورتوں میں سے ایک عورت تھی، نہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا تھا اور نہ مریم میں خدائی صفات تھیں۔ مسیح بے شک نبی ہے، مریم بیشک صدیقہ ہے مگر اسی طرح جس طرح دوسرے انبیاء ہیں اور دوسری راستباز اور صدیقہ عورتیں تھیں۔

اناجیل نے مسیح کی ولادت حالتِ سفر میں بیت لحم میں قرار دی ہے۔ لکھا ہے:-

"یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرت سے
داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا جو یہودیہ
میں ہے اسلئے کہ وہ داؤد کے گھرانے
اور اولاد سے تھا تاکہ اپنی منگیتر کے
ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے۔ جب
وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے
جننے کا وقت آ پہنچا اور وہ پلوٹھا بیٹا
جنی۔" (لوقا $\frac{۲}{۴\text{-}۷}$)

قرآن مجید نے آیت وَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ۝ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ (مریم ع۲) میں نہایت اختصار سے وضعِ حمل کی کیفیت، مقام اور موسم کا تذکرہ فرما دیا ہے۔

شارحینِ اناجیل کہتے ہیں انّ السنة الّتی ولد فیھا مخلصنا غیر معلومة تماماً کہ ہمیں مسیح کا سنِ ولادت بالکل معلوم نہیں۔ پھر کہتے ہیں انّ الیوم الّذی ولد فیہ المسیح غیر معلوم۔ کہ وہ دن بھی ہمیں معلوم نہیں جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے۔ (مسیحی کتاب اتفاق البشیرین ص۴۸ مطبوعہ بیروت) نیز لکھا ہے کہ:-

"تیسری اور چوتھی صدی میں مشرقی
گرجوں نے ۶ر جنوری سے یومِ ولادت
مسیح منانا شروع کر دیا ہے لیکن مغربی
گرجے چوتھی صدی کے وسط کے بعد
سے ۲۵ر دسمبر کو یومِ ولادت مناتے
ہیں۔" (اتفاق البشیرین ص۴۹)

قرآن مجید نے نہایت لطیف انداز میں پکی ہوئی کھجوروں کے موسم کا ولادتِ مسیح کے ساتھ ذکر کر کے عیسائیوں کے قیاسات کو غلط قرار دے دیا اور اشارہ کر دیا کہ مسیح کی ولادت اُس موسم میں ہوئی تھی جب کھجور پک جاتی ہے۔ گویا قرآن مجید کا یہ خصوصی انداز ہے کہ نہایت اختصار سے اور سادہ لفظوں میں حقیقت کو واضح کرتے ہوئے غلط خیالات کی تردید کر دیتا ہے اور ساتھ ہی غیر ضروری، غیر متعلق امور اور مبالغہ آمیز کہانیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

حضرت مریم یہود کے درمیان

اناجیل مسیح کی ولادت کے بعد خاص طور پر حضرت مریم اور یوسف نجار کو ایک ساتھ پھرتے دکھاتی ہیں۔ مسیح کے یہاں لیجانے کا سوال ہوتا ہے ہر دو اسے اُٹھا کر لیجاتے دکھائے گئے ہیں۔ اور اس بارے میں ہر جگہ یوسف مقدم نظر آتا ہے (متی باب ۲ لوقا باب ۲) گویا اناجیل حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کو یوسف کے پردہ میں چھپا رہی ہیں اور یہود کے اعتراض کا سامنا کرنے سے گریز کر رہی ہیں۔ اناجیل میں مریم صدیقہ کو پیچھے کر دیا گیا ہے مگر قرآن مجید فرماتا ہے:۔

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ
فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ
فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ
اِنْسِيًّا ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا
تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ
جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ
هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ
سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝
فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ
نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ
صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ
اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ
نَبِيًّا ۙ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا
اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ
حَيًّا ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ
يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝
وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ
وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ
حَيًّا ۝ (مریم ع ۲)

ترجمہ: اے مریم! تو کھا اور پی اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کرتی رہ۔ اگر تجھے کوئی انسان نظر آئے تو کہہ دے کہ میں نے بے مانگے دینے والے خدائے رحمٰن کے لئے خاموش رہنے کی نذر مان رکھی ہے اسلئے میں آج کسی سے بات نہیں کرونگی۔ جب مریم مسیح کو لیکر اپنی قوم کے پاس آئیں تو انہوں نے چلا کر کہا کہ اے مریم! تو نے نہایت گھنا ؤنا کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی یہ تُو نے کیا کیا ہے؟ حضرت مریم نے مسیح کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اس بچہ سے کیونکر بات کریں جو پنگھوڑے میں پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ تب مسیح نے کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اُسی نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے ہر جگہ اپنی برکتوں سے نوازا ہے۔ اس نے مجھے تاکید ی حکم دیا ہے

کہ میں زندگی بھر نماز پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں۔ اس نے مجھے ماں کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی ہے۔ مجھے ظلم و جبر کرنے والا اور بدبخت نہیں بنایا۔ جب میں پیدا ہوا ہوں اس وقت بھی مجھ پر سلامتی تھی اور جب میں مروں گا تب بھی مجھ پر سلامتی ہوگی اور جب دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا تو اس وقت بھی سلامتی مجھے نصیب ہوگی۔"

ان آیات کے اندر صدہا حقائق و معارف ہیں اور ان کی تفسیر متعدد طرق پر ہوئی ہے۔ آج کے موضوع کے لحاظ سے ظاہری حصہ یہ ہے کہ مریم صدیقہ نے خدائی وعدوں پر یقین کے باعث مسیح کو بطور ایک نشان کے یہود کے سامنے پیش کیا۔ وہ سب مریم کی اور اس کے ماں باپ کی پاکدامنی کے قائل تھے مگر انہوں نے حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کو ممکن تسلیم نہ کیا اس پر معترض ہوئے اور مریم پر طنز کی بلکہ صریح بہتان لگایا تب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی نبوت، ان کے علم شریعت اور ان کی روحانی برکتوں، ان کی عبادت، ان کی نمازوں، ان کی زکوٰۃ اور ان کے اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کو پیش کر کے یہود کو ملزم کیا۔ پھر خدا تعالیٰ کے اس خاص سلوک کو جو حضرت مسیح سے ہونا تھا پیش کر کے یہود کو لاجواب کر دیا۔ یہ بھی چیلنج کر دیا کہ یہودی حضرت مسیح کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے وہ اس کے قتل پر قادر نہ ہو سکیں گے۔

یہ بیان جو ان آیات کا ظاہری خلاصہ ہے عیسائیوں کے مزاعم کی واضح تردید ہے اور حضرت مسیح کی **عبودیت پر نص صریح** ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ساتھ ہی فرمایا:۔

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ○ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ○ (مریم ع ۲)

ترجمہ: یہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ ہم نے سچی بات بیان کر دی ہے اس بارے میں وہ (عیسائی و یہودی) خواہ مخواہ شک کرتے اور جھگڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے (موت و فنا سے بالا ہے) وہ تو جب کسی معاملہ کا فیصلہ فرماتا ہے تو کُنْ کہہ دیتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ (حضرت مسیح نے قوم کو تعلیم دی تھی کہ) اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کرو۔ یہی راستہ سیدھا راستہ ہے۔"

ان آیات میں حضرت مریم اور حضرت مسیح کو یہود کے سامنے خدا کے راستباز بندوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ خود ان کی زبان سے اعتراف مذکور ہے کہ ہم بندے ہیں ہمارا واحد خدا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم

سب کو اُسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

مریم کے لئے صدّیقہ کا خطاب

اللہ تعالیٰ نے الوہیت مسیح اور تثلیث کے غلط عقیدوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

(المائدہ ع ۱۰)

ترجمہ "مسیح بن مریم صرف ایک رسول ہے۔ ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ ان کی والدہ راستباز تھیں۔ وہ دونوں (ماں بیٹا) کھانا کھایا کرتے تھے۔ تم غور کرو کہ ہم کس طرح ان لوگوں (نصاریٰ) کے لئے آیات و دلائل کھول کر بیان کرتے ہیں اور پھر دیکھو کہ یہ کیسے بہک رہے ہیں"

اس آیت کریمہ میں بھی الوہیت مسیح اور تثلیث کی تردید ہے۔ مسیح کو صرف اور صرف رسول قرار دیا گیا ہے۔ ان کی ماں کے وجود کو انکی الوہیت کی تردید میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے اور انکی والدہ کے کھانا کھانے کو ہر دو کی الوہیت کی تغلیط کیلئے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مریم کے صدّیقہ ہونے کا ذکر بھی مسیح کی نبوت کے اثبات کے لئے ہے۔ گویا یہ بتایا کہ مسیح کی نبوت پر سب سے پہلے حضرت مریم ایمان لائی تھیں۔ دوسرے انبیاء کے ذکر پر فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الحدید ع) کہ ان پر ایمان لانے والے صدیق اور شہید تھے۔ گویا ہر نبی پر اولین مومن صدیق ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح کا مقام یہ ہے کہ اُن پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ان کی والدہ ماجدہ تھیں۔ حضرت مریم کے لئے صدیقہ کا خطاب مسیح کی نبوت کے ثبوت کے علاوہ خود اُن کی عظمتِ شان پر بھی دلالت کرتا ہے جس طرح باقی صدیقوں کی عظمتِ شان پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت مریم کو صدّیقہ قرار دینے کی وجہ

عیسائی صاحبان کو سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے حضرت مریم کو خاص طور پر صدیقہ کیوں قرار دیا؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اناجیل کے بیانات کی تردید کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ اناجیل میں لکھا ہے:۔

(ا) "اُسے (یسوع کو) خبر دی گئی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سُنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں"

(لوقا ۸/۲۰-۲۱)

(۲) "انہوں نے اس سے کہا دیکھ تیری
ماں اور تیرے بھائی باہر تجھے پوچھتے
ہیں۔ اس نے انہیں یہ جواب دیا۔
کون ہے میری ماں اور میرے بھائی؟
اور ان پر جو اس کے اردگرد بیٹھے
تھے نظر کرکے کہا دیکھو میری ماں
اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو کوئی
خدا کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی
اور بہن اور ماں ہے۔"
(مرقس ۳/۳۲-۳۵)

(۳) "کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں
اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور
تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ اس
نے خبر دینے والے کے جواب میں
کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں
میرے بھائی؟ اور اپنے شاگردوں
کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری
ماں اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو
کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر
چلے وہی میرا بھائی اور بہن اور
ماں ہے۔" (متی ۱۲/۴۶-۵۰)

انجیلوں کے ان بیانات سے عیاں ہے کہ حضرت مریم (نعوذ باللہ) خدا کی مرضی پر چلنے والی نہ تھیں اور وہ حضرت مسیح پر ایمان نہ لاتی تھیں۔ قرآن مجید نے انجیلوں کے بیان کی تصحیح کرتے ہوئے فرمایا وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کہ حضرت مریم نہ صرف حضرت مسیحؑ پر ایمان لانے والی تھیں بلکہ وہ تو **سب سے پہلی مومنہ** (صدیقہ) تھیں۔

پھر انجیل میں ایک اور موقعہ پر لکھا ہے:۔

"اور جب مے ہو چکی یسوع کی ماں
نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے
نہیں رہی۔ یسوع نے اس سے کہا
**اے عورت مجھے تجھ سے کیا
کام ہے؟** ابھی میرا وقت نہیں
آیا ہے۔" (یوحنا ۲/۳-۴)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح (نعوذ باللہ) اپنی والدہ سے سخت گستاخی سے پیش آتے تھے کیونکہ وہ اُسے ایماندار نہ جانتے تھے۔ قرآن پاک کا عظیم احسان ہے کہ ایک طرف تو اس نے مسیحؑ کے لئے بَرًّا بِوَالِدَتِیْ کا اعلان کرایا کہ انجیل نے میری طرف ماں کی جو گستاخی منسوب کی ہے وہ غلط ہے میں تو عمر بھر اپنی والدہ سے ہر طرح سے حسن سلوک کرتا رہا ہوں۔ دوسری طرف اس نے حضرت مریم کے بارے میں اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کہہ کر انجیلی بیان کو رد فرمایا اور حضرت مریم کے ایماندار ہونے پر مہر کر دی۔

ایک اور تیسری وجہ حضرت مریم کو صدیقہ قرار دینے کی یہود کا بہتانِ عظیم تھا۔ عیسائی لکھتے ہیں:

"ملعون یہودیوں نے اس عفیفہ
پر تہمت لگائی اور مریم پر بہتانِ
عظیم لگانے کے سبب (نساء آیت ۱۵۵)

ان پر خدا کی مار ہوئی اور آج بھی ان مردود یہودیوں کے بعض ہمنوا اس پاکباز پر زبانِ طعن دراز کرتے اور اس لعنت میں شریک ہوتے ہیں جو یہودیوں کے لئے مقدر ہے

(مسیح کی شان ص۱۶)

قرآن مجید نے یہود کے بہتانِ عظیم کو رد کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مریم کی پاکبازی بھی بیان فرمائی جس کے لئے لفظ صِدِّيقَة لایا گیا ہے۔

عیسائی لکھتے ہیں :-

"مریم کی پاکبازی تو تب ہی ثابت ہو گئی جب قرآن نے اسے صدیقہ کا خطاب عطا فرمایا اور اس کی پاکبازی کی شہادت دیدی"

(مسیح کی شان ص۸)

پس ان تین وجوہ سے حضرت مریم کے لئے لفظ صدیقہ قرآن پاک میں وارد ہوا ہے۔

پادریوں کے اعتراض کا جواب

پادری لکھتے ہیں :-

"تہمتیں تو اور پاکبازوں پر بھی لگیں۔ عائشہ صدیقہ پر بھی لوگوں نے الزام لگایا لیکن قرآن نے صرف اس الزام کی تردید کر دی اور بس"

(مسیح کی شان ص۸)

یہ سوال قرآن مجید پر غور نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے۔ سورۂ نور کو پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الزام لگانے والوں کو مفتری اور کذاب قرار دیکر عذاب کی خبر دی ہے الزام کو بہتانِ عظیم قرار دیا ہے جس طرح حضرت مریم پر الزام کو بہتانِ عظیم کہا ہے اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ پر الزام کو بھی بہتانِ عظیم قرار دیا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اُن طیّبات (پاکیزہ عورتوں) میں سے قرار دیا ہے جنہیں ہمیشہ کے لئے برگزیدہ رسولؐ کی زوجیت کے لئے منتخب کیا گیا انہیں ہر قسم کے الزاموں سے بری قرار دیا گیا۔ ان کے گھروں کو نور کے گہوارے بتایا گیا ہے سورہ احزاب میں انہیں مسلم خواتین کے تزکیۂ نفوس کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہمیشہ کے لئے نمونہ قرار پائیں انہیں پاک و مطہر ٹھہرایا گیا۔

قرآن پاک کی آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء ع۹) میں واضح طور پر بیان ہو چکا ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے افراد (مردوں اور عورتوں) کے لئے انعاماتِ الٰہیہ کے دروازے کھلے ہیں۔ صدیقیت کا مقام وہ مقام ہے جو اُمت کے مردوں اور عورتوں نے حاصل کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق قرار پائے اور حضرت عائشہؓ صدیقہ قرار

پائیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

حضرت مریمؑ پر الزام کی تردید میں شدت اختیار کرنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ ان کا خاوند موجود نہ تھا اور پھر اُن کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معاملہ اس سے مختلف تھا۔ آپ کے خاوند موجود تھے اور پھر اُن کے بچہ کی ولادت نہیں ہوئی رہا یہ امر قرآن پاک نے امہات المومنین بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ کا خاص روحانی مقام بیان فرمایا ہے۔

"ابن مریم" نام رکھنے میں حکمت

قرآن پاک میں حضرت مسیح علیہ السلام کو اکثر و بیشتر ابن مریم کی کنیت سے یاد کیا گیا ہے۔ اس کی حکمت کیا ہے؟ پادری صاحبان لکھتے ہیں:۔

"قرآن مجید میں مسیح کا ابن مریم کی کنیت سے ذکر کیا گیا ہے اور کہیں آپ کا باپ مذکور نہیں ہوا اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن کو مان کر کوئی یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ مسیح کا کوئی باپ تھا جس کے وہ صلبی بیٹے تھے"

(مسیح کی شان صلا)

ہمیں اس بات سے اتفاق ہے کہ مسیح کو ابن مریم اسلئے کہا گیا کہ اُن کا بے باپ ہونا ثابت کر دیا جائے مگر اس سے زائد اور حکمت بھی ابن مریم نام رکھنے میں ہے اور وہ یہ کہ مسیح خدا کا فرزند نہیں وہ انسان ہے اگر تم لوگ ابن مریم کو خدا کا فرزند کہو گے تو مریم کو خدا کی بیوی ماننا پڑے گا۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ابن مریم تو خدا کا بیٹا ہو اور مریم خدا کی بیوی نہ ہو پس قرآن مجید میں مسیح کے لئے ابن مریم کے لفظ کے بکثرت استعمال کئے جانے میں پادریوں کی بیان کردہ حکمت کے علاوہ یہ حکمت بھی ہے کہ اس سے اس کی الوہیت کا ابطال مقصود ہے۔

بن باپ ولادت ہرگز دلیل الوہیت نہیں

اناجیل نے تو حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کو یوسف نجار کے بطور مریم کے شوہر کے ذکر سے پردۂ اخفا میں کر دیا ہے۔ قرآن پاک کا بیان اس بارے میں ہر شک و شبہ سے مبرا ہے۔ مگر قرآن مجید اس امر کی واضح طور پر صراحت فرماتا ہے کہ مسیح کی بن باپ ولادت قدرت خداوندی کی تو دلیل ہے مگر مسیح کی الوہیت کی ہرگز دلیل نہیں۔

پادری صاحبان نے اپنے رسالہ مسیح کی شان میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے موقعہ پر بھی بعینہٖ یہی لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ خدا نے جب اس کوٹھی کا ایک ڈھانچہ بنایا، ایک کالبد خاکی، بے جان اور بے حقیقت شئے۔ پھر اس میں اپنی روح پھونکی وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوْحِيْ (حجر آیت ۲۹) اس نفخ روح نے کھنکھناتی مٹی کو یہ عزت بخشی کہ آدم مسجود ملائک

بن گیا (حجر آیت ۳۰) یہ روح حق اس میں بمنزلہ باپ کے تھی۔ پس جب آدم ثانی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے پیدا کرنا چاہا تو اس میں بھی اپنی روح کو پھونکا۔ فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُّوحِنَا اور نورِ حق سے اسے پیدا کیا۔ اس کی تشریح ایک اور مقام میں فرما دی اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ۔ بے شک عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی سی مثال ہے کہ اس کو خدا نے مٹی سے بنایا (آل عمران آیت ۵۲) جس طرح بغیر باپ کے محض نفخ روح سے خدا نے آدم کو پیدا کیا بجنسہ اسی طرح خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ نفخ روح کے وسیلہ سے پیدا کیا۔"

(مسیح کی شان ص۸)

جس طرح آدم مخلوق ہے اسی طرح مسیح بھی مخلوق ہے۔ ہر دو خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہیں۔ دونوں خالق مطلق کے بندے اور راستباز انسان ہیں۔ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی سے پیدا ہوئے ہیں پس بن باپ ولادت مسیح کسی طور پر الوہیت مسیح کی دلیل نہیں۔

اناجیل میں ملک صدق شالیم کے ذکر میں لکھا ہے:-

"یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔"

(عبرانیوں ۷/۳)

حضرت مریم کا انجام

حضرت مریم کے انجام کے متعلق اناجیل کا بیان نہایت دھندلا ہے صلیبی واقعہ کے سلسلہ میں جو ازروئے اناجیل مسیح کی عمر کے تینتیسویں سال وقوع پذیر ہوا لکھا ہے کہ:-

"یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے وہ محبت رکھتا تھا پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا کہ اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ پھر شاگرد سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے اور اسی وقت وہ شاگرد اسے اپنے گھر لے گیا۔"

(یوحنا ۱۹/۲۶-۲۷)

یہ بیان صرف انجیل یوحنا میں مذکور ہے۔ باقی اناجیل اس سے بھی عاری ہیں۔ قرآن مجید بتلاتا ہے کہ حضرت مریم زندگی بھر حضرت مسیح کے ساتھ رہیں اور ان کی تمام مہمات میں ان کی مدد و نصرت کرتی رہیں۔ صلیبی حادثہ کے بعد بھی ان کے ہمراہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ○

(المومنون ع ۳)

ترجمہ۔ ہم نے ابن مریم اور اس کی والدہ
کو اپنی قدرت کا نشان بنایا اور
ہم نے ان دونوں کو ایک بلند
پہاڑیوں والے اونچے قابل رہائش
اور چشموں والے علاقہ میں پناہ
دی تھی۔"

گویا حضرت مسیح کی زندگی میں جو سب سے بڑا رنجدہ واقعہ ہوا وہ ان کو صلیب پر مارنے کی معاندانہ کوشش تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے مسیح کو بطور نشان اس سے بچا کر اسے دوسرے عمدہ علاقہ میں پہنچا دیا۔ حضرت مریم بھی اس سفر میں ان کے ہمراہ تھیں۔ یہ ہے وہ شاندار انجام حضرت مریم کا اور حضرت ابن مریم کا جسے قرآن مجید بیان فرماتا ہے۔

حضرت مسیحؑ کے معجزات

قرآن مجید نے یہ اصولی اعلان فرمایا ہے کہ ہر نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات اور نشانات لے کر آتا ہے جو اس نبی کی صداقت پر دلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۱) وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ (المائدہ ع) کہ منکرین کے پاس ہمارے رسول معجزات لیکر آئے تھے۔ (۲) اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (التوبہ ع) ان لوگوں کے پاس اُن کے رسول نشانات لیکر آتے رہے۔ (۳) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ (الحدید ع) کہ ہم نے اپنے رسول معجزات کے ساتھ بھیجے۔ (۴) جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (یونس ع)۔ ان منکرین کے پاس ان کے رسول بیّنات لیکر آتے تھے۔ (۵) قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (المومن ع) فرشتے جہنم میں جانے والے مکذبین سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزات نہیں لاتے رہے؟

اس اصولی اعلان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے عندالضرورت بعض نبیوں کا نام لیکر ان کے بعض معجزات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق فرمایا: وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ (بقرہ ع) کہ حضرت موسیٰؑ تمہارے پاس کھلے کھلے معجزات لیکر آئے تھے۔ پھر فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ (بنی اسرائیل ع) کہ ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلے کھلے نشان دیئے تھے۔ بالکل اسی نہج پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ (بقرہ ع) کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے تھے۔ اس بیان میں نہ کوئی **انوکھی بات** ہے اور نہ اس سے ان کی الوہیت پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ انبیاء کے سلسلہ میں یہ ایک عام بات ہے۔

ان معجزات کے ذکر کی حکمت

ہاں پادری صاحبان کو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات قرآن مجید میں اس تفصیل اور زور سے کیوں پیش کئے گئے؟ سو اس کا

جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق یہودی تو کہتے ہی
تھے کہ مسیح سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا وہ جھوٹے اور
مفتری تھے۔ عیسائیوں کی اناجیل بھی مسیح کے معجزات
کا قریباً انکار کر رہی ہیں۔ انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے
کہا کہ :-

(۱) "اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب
کرتے ہیں؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ اس زمانے کے لوگوں کو
کوئی نشان دیا نہ جائیگا۔"
(مرقس ۸/۱۲)

(۲) "اس زمانے کے بُرے اور زناکار
لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس
نبی کے نشان کے سوا کوئی
اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا۔"
(متی ۱۲/۳۹)

(۳) "اس زمانے کے لوگ بُرے ہیں وہ
نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس کے
نشان کے سوا کوئی اور نشان ان
کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جس طرح
یونس نینوہ کے لوگوں کے لئے نشان
ٹھہرا اسی طرح ابن آدم بھی اس
زمانے کے لوگوں کے لئے ٹھہریگا۔"
(لوقا ۱۱/۲۹-۳۰)

اوّل الذکر حوالہ میں معجزات سے کلیتہً انکار ہے۔ دوسرے حوالہ میں صرف یونس نبی کے نشان کے دکھائے جانے کا وعدہ ہے۔ تیسرے حوالہ میں صرف یونس کی مانند لوگوں کے لئے نشان بننے کا وعدہ ہے مگر یونس تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے، زندہ نکلے اور پھر قوم میں برملا دعوت دیتے رہے۔ مسیحی کہتے ہیں کہ مسیح مر کر قبر میں داخل ہوئے اور مُردہ ہی وہاں رہے، پھر وہ قوم میں برملا دعوت بھی نہ دیتے رہے۔ پس یہ نشان بھی کہاں پورا ہوا؟ اسی لئے ہم نے لکھا ہے کہ اناجیل مسیح کے معجزات سے قریباً انکاری ہیں۔ اب قرآن مجید کے لئے وعدۂ الٰہی وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا کے مطابق ضروری تھا کہ حضرت مسیح کے معجزات کا تذکرہ فرمائے اور انہیں راستباز نبی ثابت کرے۔ یہودیوں پر اتمام حجت ہوا اور عیسائیوں کی غلطیوں کا ازالہ کیا جائے۔ مسیح کے معجزات کو "تفصیل اور زور" سے بیان کرنے کی یہ حکمت ہے وبس۔

معجزات کے "باذن اللہ" ہونے کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبیوں کے جملہ معجزات کے لئے باذن اللہ کی قید لگائی ہے۔ فرمایا وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (المومن ع والرعد ع) کہ کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ وہ خدا کے اذن (حکم) کے بغیر کوئی نشان لا سکے یا معجزہ دکھا سکے۔ گویا نبیوں کے معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہیں، نبیوں کے اقتداری نہیں ہیں۔
قرآن پاک نے حضرت مسیح کے معجزات کے لئے بھی ہر جگہ "باذن اللہ" کی قید لگا دی ہے تا عیسائی ان معجزات

کے بیان سے ٹھوکر نہ کھائیں۔ مگر افسوس کہ پادریوں نے وہی ٹھوکر کھائی جس سے انہیں ڈرایا گیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"بے شک اللہ کے اذن سے
حضور ایسا کرتے تھے مگر کیا خدا کوئی
ایسا اذن دے سکتا ہے جو بندۂ خاکی
کو اس کی شانِ الوہیت یا صفتِ
خالقیت میں شریک کر دے؟"
(مسیح کی شان ص۱۹)

یہ سوال محض عقل کا چکر ہے ورنہ کیا یہ لوگ اتنا بھی سمجھ نہیں سکتے کہ اگر کوئی ہستی اللہ تعالیٰ کی الوہیت یا خالقیت میں "شریک" ہے تو اسے اذن لینے کی ضرورت کیا ہے؟ اذن کا سوال تو پیدا ہی "بندۂ خاکی" کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ ہر معجزہ کے لئے تمام انبیاء کے لئے پیدا ہوا اور خود مسیح کے لئے بھی پیدا ہوا۔ تاکہ نادان لوگ نبیوں کو خدا نہ سمجھ لیں۔ خود انجیل میں لکھا ہے کہ:۔

"پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا
اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں
کہ تو نے میری سن لی۔ اور مجھے
تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا
ہے مگر ان لوگوں کے باعث جو
آس پاس کھڑے ہیں میں نے یہ کہا تاکہ
وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے
بھیجا ہے۔" (یوحنا ۱۱ / ۴۱-۴۲)

پس دعا کی قبولیت یا اذنِ الٰہی دلیل ہے کہ دعا کرنے والا بندۂ خاکی ہے خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہے ہاں نبی مقبول ہے۔ مسیح کے معجزات سے بھی ان کا یہی مقام ثابت ہوتا ہے

مسیح کن معنوں میں خالق تھے؟

پادری صاحبان گھوڑے کے آگے گاڑی لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسیح کے لئے وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ کے الفاظ آگئے ہیں لہٰذا از روئے قرآن مجید مسیح خدا تعالیٰ کی خالقیت میں شریک ٹھہرا۔ حالانکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ:۔

"قرآن مجید میں کفار سے خدا تحدی
کر کے کہتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ
يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
لَهٗ۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے
ہو وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں
کر سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لئے
جمع ہوں (حج آیت ۷۲) اور پھر زور
سے کہتا ہے اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ
شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کیا
انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے
ہیں جنہوں نے اللہ کی پیدائش کی
مانند کچھ پیدائش کی ہے اور ان کی

نظر میں پیدائش رل مل گئی ہے تو کہہ
اللہ ہی ہر شئی کا خالق ہے اور وہی
اکیلا غالب ہے۔ (رعد آیت ۱۷)"
(مسیح کی شان ص۱۸)

ظاہر ہے جب قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی چیز کا خالق نہیں مانتا تو وہ اس خالقیت کو حضرت مسیح کی طرف کس طرح منسوب کر سکتا ہے؟ مسیح کو تو اس نے خود مخلوق قرار دیا ہے۔ پس مسیح کے خلق کرنے کا مفہوم تخلیق معنوی و فکری ہے۔ گرے ہوئے انسانوں کی تربیت کر کے اُن میں قوتِ پرواز پیدا کرنے کے معنوں میں ہے اور یہ تخلیق تمام انبیاء کرتے ہیں۔ اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث فرماتا ہے۔ فرمایا وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (القصص ع) کہ ہمارا ارادہ ہوتا ہے کہ کمزوروں پر احسان کریں انہیں امام بنائیں اور زمین کا اقتدار بخشیں۔

عجیب بات ہے کہ مسیح اناجیل میں تمثیلوں میں باتیں کرتے رہے مگر ان کے غلط کار پیروان کے لئے ظاہری تخلیق پر اصرار کرتے ہیں۔ ہم پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر مسیح نے واقعی پرندے پیدا کر دیئے تھے تو ذرا اناجیل سے ان کا ذکر تو دکھائیں کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جو انجیل نویس پر سے کوّوں کی قطار بنانے کے عادی ہیں وہ مسیح کے پرندوں کا ذکر تک نہیں کرتے؟ حقیقت یہی ہے کہ یہ تخلیق روحانی ہے۔

مسیح نے کونسے مُردے زندہ کئے؟

پادری صاحبان لکھتے ہیں :-

"ایک بہت بڑی کرامت جو حضور (مسیح) سے ظاہر ہوئی وہ مُردوں کا زندہ کیا جانا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نہ صرف طاقتِ بشری سے خارج بلکہ محض خاصۂ خداوندی ہے۔" (مسیح کی شان ص۱۸)

جو احیاء خاصۂ خداوندی ہے اس میں نہ مسیح اور نہ کوئی اور شریک ہو سکتا ہے۔ آیت کریمہ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ (بقرہ ع۳۵) صاف بتا رہی ہے کہ احیاء جسمانی صرف اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ معبودانِ باطلہ جن میں عیسائیوں نے دھینگا مشتی سے حضرت مسیح کو بھی شامل کر دیا ہے انکے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النحل ع۲) کہ ان کا دوسروں کو زندہ کرنا تو درکنار وہ تو اپنے دوبارہ زندہ ہونے اور اُٹھائے جانے کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔" پس مسیح کے احیاء موتیٰ سے جسمانی مُردوں کا زندہ کرنا ہرگز مراد نہیں بلکہ یہ وہی روحانی احیاء ہے جس کے لئے انبیاء آتے رہے ہیں۔ یہ روحانی احیاء سب انبیاء کے ذریعہ سے ہو چکا ہے۔

پادریوں کے مطالبہ کا جواب

پادری صاحبان لکھتے ہیں "ہم پوچھتے ہیں کہ کیا صرف حضرت عیسٰی علیہ السلام میں ہی یہ شفا بخش طاقت تھی اور تنہا وہی روحانی مُردوں کو جلا سکتے تھے یا اور انبیاء کو بھی یہ قدرت حاصل تھی؟ اگر باقی نبیوں رسولوں میں یہ طاقت تھی تو کیوں ان کی اس اعجازی قوت کا قرآن میں ذکر نہیں آیا؟" (مسیح کی شان صـ۲۱)

ہمارا جواب یہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کا تدبر سے مطالعہ نہیں کیا ورنہ آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

(انفال عؔ) کہ اے مومنو! تم اللہ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کو قبول کیا کرو۔ کیونکہ یہ رسول تم کو ان باتوں کی دعوت دیتا ہے جو تمہیں زندہ کرنے والی ہیں"

اس آیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، آپؐ کے احکام اور ارشادات کو زندگی بخش قرار دیا ہے۔ پس اگر مسیحؑ اپنے وقت کے لوگوں کو روحانی طور پر زندہ کرتے تھے تو ہر نبی اپنے وقت میں ایسا ہی کرتا رہا ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی مُردوں کو زندہ کیا اور انہیں دائمی زندگی بخشی۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ از روئے انجیل حضرت مسیحؑ کے زندہ کئے ہوئے حواری منحرف ہو گئے جیسے لکھا ہے:

"سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔" (متی ۲۶/۵۶ و مرقس ۱۴/۵۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے خود زندہ رہے اور بہتوں کی زندگی کا موجب بنے۔ انہوں نے ہر میدان میں آگے بڑھ کر قربانی کی پس روحانی زندگی جو نبیوں کا کام ہے اسی کا قرآن مجید میں مسیحؑ کے متعلق ذکر ہے۔ جسمانی زندگی اور جسمانی مُردوں کے زندہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

عدم رجوعِ موتٰی پر قرآن و انجیل کا اتفاق

جسمانی مُردوں کے دوبارہ دنیا میں واپس نہ آنے پر قرآن مجید اور انجیل کا اتفاق ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ (الزمر عؔ) کہ جس جان پر اللہ تعالیٰ موت وارد کر دیتا ہے اُسے دنیا میں واپس آنے سے روک دیتا ہے۔

بائیبل میں لکھا ہے کہ:-

"(حضرت) ابراہیم نے اس (متوفی دولتمند) سے کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیاء تو ہیں ان کی سُنیں۔ اس نے کہا نہیں اے باپ ابراہیم! ہاں اگر کوئی مُردوں میں سے ان کے پاس جائے تو وہ توبہ کریں گے۔ اس نے اس سے کہا کہ جب وہ موسیٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سُنتے تو اگر مردوں

میں سے کوئی جی اُٹھے تو اس کی بھی نہ مانیں گے۔" (لوقا ۱۶/۳۰-۳۱)

پس جب رجوعِ موتی (مُردوں کا واپس دنیا میں آنا) ممتنع ہے تو مسیح کے جسمانی مُردوں کو زندہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رُوحانی مُردوں کو انبیاء زندہ کرتے رہے ہیں۔ انہی کو بقدرِ طاقت اذنِ الٰہی سے مسیح نے زندہ کیا تھا وبس۔

"مسیح کی غیب دانی"

پادری صاحبان کا استدلال دیکھئے کہ:۔

"غیب کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا اللہ ہی غیب کو جاننے والا ہے سوائے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سورہ جن آیت ۲۶"
(مسیح کی شان صفحہ ۲۲)

پادری صاحبان نے اپنے غلط استدلال کی خاطر آدھی آیت درج کی ہے ورنہ مکمل آیت یوں ہے عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر صرف ان کو مطلع کرتا ہے جنہیں وہ بطور رسول منتخب فرماتا ہے۔ اس آیت کے رُو سے حضرت مسیح اور دوسرے رسول اللہ تعالیٰ کے بتانے سے علم غیب بتا سکتے ہیں سب نبی ایسا کرتے رہے ہیں۔ مسیح کے کھانے وغیرہ کی چیزیں بتانے کو اگر علم غیب بتانا قرار دیدیا جائے تو پھر بھی ان کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی۔ قرآن مجید نے تو ان کو زمرۂ انبیاء میں شامل کیا ہے اسلئے اللہ کے بتانے سے غیب بتا سکتے تھے ہاں پادری صاحبان انجیل کے اس واقعہ پر غور کریں۔ لکھا ہے:۔

"اور دُور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھ کر گیا کہ شاید اس میں کچھ پائے مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔" (مرقس ۱۱/۱۳)

پادری صاحبان اس واقعہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

مسیح کے خطابات پر ایک نظر

کتابچہ "مسیح کی شان" میں ایک عنوان "مسیح کے خطابات" کا قائم کیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ "کسی نبی اللہ کے حق میں یہ عالی خطاب وارد نہیں ہوئے۔ سب سے پہلا خطاب جو بارگاہِ قدس سے حضور کو ملا وہ غلاماً زکیاً یعنی پاکیزہ لڑکا تھا" (ص ۲۵) پادری صاحبان کے غلط استدلالات کا یہ ایک نمونہ ہے۔ مسیح کو بے شک "پاکیزہ لڑکا" کہا گیا ہے اور یہود کے ناپاک الزام کے پیش نظر اس کی ضرورت تھی۔ مگر یہ بات سراسر غلط ہے کہ کسی نبی اللہ کے حق میں یہ عالی خطاب وارد نہیں ہوا۔ خود اس کتابچہ میں لکھا ہے:۔

"حضرت زکریا علیہ السلام نے جو

انہیں ہر قسم کی نافرمانی اور گناہ سے مبرا قرار دیا گیا ہے۔ یہی وہ مقامِ عصمت ہے جو حضرت مسیحؑ کو بھی حاصل ہے نہ کم نہ زیادہ۔ پادری صاحبان لکھتے ہیں:۔

"وہ لوگ (انبیاء) خدا کی راہ پر چلنے والے اور بہت ہی پاکباز تھے مگر آخر انسان تھے۔" (مسیح کی شان ص۲۳)

حضرت مسیحؑ بھی آخر انسان تھے۔ بشریت کے سب تقاضے ان میں بھی موجود تھے اسلئے نفسِ معصومیت میں سب کا ایک مقام ہے۔ گناہ عمداً نافرمانی کا نام ہے پادری صاحبان حضرت آدمؑ کو گناہ کا مرتکب قرار دیکر ساری نسلِ آدمؑ کو گناہ گار ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (طٰہٰ ع۶)

کہ ہم نے آدم کو پیشتر ازیں ایک حکم دیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان کی عزیمت اور ارادہ کو نہ پایا تھا۔"

پس جب آدمؑ کا بھی گناہ ثابت نہیں ایک بھول ہے، بشریت کا ایک تقاضا ہے تو نسلِ آدمؑ کو گناہ گار قرار دینا پادریوں کی سراسر زیادتی اور کھلا ظلم ہے۔

پادری کہتے ہیں کہ مسیحؑ نے کبھی ضرورتِ استغفار نہیں سمجھی۔ نہ توبہ کی۔ نہ انفعال کا اظہار کیا (ص۲۶) اسکے جواب کے لئے مندرجہ ذیل حقائق ذہن میں رکھیے:۔

اوّل۔ یوحنا کا بپتسمہ اور اس کی منادی گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی تھی (لوقا ۳ مرقس ۱)

دوم۔ "یسوع نے گلیل کے ناصرہ سے آکر یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا۔" (مرقس $\frac{1}{9}$)

سوم۔ اناجیل کی رُو سے مسیح کا پہلا معجزہ لوگوں کو شراب پلانے کا تھا۔ (یوحنا باب ۲)

چہارم۔ "یوحنا بپتسمہ دینے والا نہ تو روٹی کھاتا ہوا آیا نہ مے پیتا ہوا اور تم کہتے ہو کہ اس میں بدروح ہے۔ ابنِ آدم کھاتا پیتا آیا اور تم کہتے ہو کہ دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی۔" (لوقا $\frac{7}{33-34}$)

پنجم۔ مسیح نے "خدا سے دعا مانگنے میں ساری رات گزاری۔" (لوقا $\frac{6}{12}$)

ششم۔ "یسوع نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔" (لوقا $\frac{18}{19}$)

ان انجیلی مسلمات کی روشنی میں پادریوں کا یہ دعویٰ نہایت عجیب ہے کہ مسیح نے نہ کبھی ضرورتِ استغفار محسوس کی نہ توبہ کی اور نہ اظہارِ انفعال کیا۔ قرآن مجید کا یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیحؑ کو یہود کے الزامات سے بَری ٹھہرایا اور زمرۂ انبیاء کی طرح معصوم قرار دیا۔ معصوم کے استغفار اور اس کی توبہ کا صرف یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور جس طرح بچہ ماں کی گود میں طمانیت پاتا ہے اسی طرح معصوم کو یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی محبت، اس کے سامنے عاجزی کرنے میں حاصل ہوتی ہے۔ گنہگاروں کا استغفار اور ان کی توبہ کا اور مفہوم ہے اور معصوموں کے استغفار

اور ان کی توبہ کا اور مفہوم ہے۔

کار پاکاں بر بداں کردن قیاس ٭ کار ناپاکاں بود اے بدحواس

مسیح کی صلیبی موت اور قرآن مجید

یہودی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو بذریعہ صلیب قتل کر دیا اور از روئے تورات ایک مدعی نبوت کی یہ موت اس کے لعنتی ہونے کی واضح دلیل ہے اسلئے یہودی مسیح کو ملعون قرار دیتے ہیں۔ عیسائی پادری کہتے ہیں کہ فی الواقع مسیح صلیب پر مر گئے تھے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ اس موت سے ان کا ملعون ہونا ثابت ہوتا ہے مگر بات یوں ہے کہ وہ لعنتی اپنے لئے نہیں ہمارے لئے ہوا ہے لکھا ہے:-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس
نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت
سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی
لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔"
(گلتیوں $\frac{3}{13}$)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (النساء ع ۲۲)

ترجمہ۔ (ہم نے یہود کو ملعون ٹھہرایا) ان کے اس دعویٰ کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح بن مریم کو جو رسول اللہ ہونے کا مدعی تھا قتل کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے نہ اسے مقتول بنایا نہ مصلوب لیکن مسیح اُن کے لئے مقتول و مصلوب کے مشابہ ہو گئے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مسیح کے بارے میں اختلاف کیا وہ اس کے متعلق شک میں ہیں ان کے پاس بجز اتباع گمان کے کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ انہوں نے اسے یقینی طور پر قتل نہیں کیا (اسلئے اس کے ملعون ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا) بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف رفع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

ان آیات میں مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کی مدلل تردید کی گئی ہے اور چیلنج کیا گیا ہے کہ مسیح کی صلیبی موت کے دعویداروں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے محض گمان ہی گمان ہے لہذا اس وجہ سے ان کو ملعون ٹھہرانے والے خود ملعون ہیں۔ یہ وہ بنیادی اختلاف ہے جو مسیح کے انجام کے بارے میں عیسائیوں اور قرآن مجید میں ہے۔

قرآن مجید مسیح کی طبعی موت کا اعلان کرتا ہے

قرآن مجید مسیح کی صلیبی موت کا انکاری ہے جو عیسائیوں کے نزدیک ۳۳ سال کی عمر میں واقع ہوئی

مریم صدیقہ کے کفیل تھے انہی ایام میں مسجد اقصیٰ کے محراب میں کھڑے ہو کر اپنے رب سے دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً کہ اے میرے رب اپنی طرف سے مجھے پاک اولاد بخش (آل عمران آیت ۳۲) حضرت زکریا بہت ضعیف تھے اور ان کی عورت بانجھ تھی مگر اللہ نے ان کی دعا کو سن لیا اور اپنی ازلی مشیت کے ماتحت فرشتوں کی معرفت اسے ایک پاک لڑکا بخشنے کی خوشخبری دی۔"

(مسیح کی شان ص۱۵)

قرآن پاک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو یُزَکِّیْهِمْ قرار دیا ہے یعنی آپ کا کام یہ ہے کہ آپ سب گنہگاروں کو پاک کرتے تھے اور ہر ایک کو غلام زکی بنانے والے تھے پس کہاں غلاماً زکیاً اور کہاں وہ مقدس ترین پیغمبر جو یزکیھم کا مصداق ہے؟

اس کتابچہ میں پادریوں نے مسیح کے خطابات میں رسول اللہ، کلمۃ اللہ، مؤید بروح القدس، روح اللہ، وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ من المقربین ذکر کئے ہیں۔ ان خطابات میں مسیح کی الوہیت کا کوئی تذکرہ نہیں۔ لوگ انکی رسالت کا انکار کرتے تھے۔ انکو شیطان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ کہا۔ انہیں کلمۃ اللہ قرار دیا۔ لوگ انہیں شیطان کے زیر اثر کہتے تھے۔ خود انجیل میں لکھا ہے "جب ابلیس تمام آزمائشیں کر چکا تو کچھ عرصے کے لئے اس سے جدا ہوا" (لوقا ۴/۱۳) قرآن مجید نے انہیں مؤید بروح القدس ٹھہرایا۔ معاند لوگ انہیں ذلیل کہتے ہیں قرآن نے انہیں وجیہ قرار دیا۔ لوگ انکے مقرب ہونیکا انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے من المقربین کہہ کر انہیں مقربان بارگاہ ایزدی میں ایک قرار دیا۔ ان سب خطابات کا خلاصہ بس اسی قدر ہے کہ مسیح خدا کے برگزیدہ نبی تھے نہ کم نہ زیادہ۔

کلمۃ اللہ کے بارے میں یاد رہے کہ کلمات الٰہیہ بے شمار ہیں فرمایا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ (الکہف ع) کہدے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں جس سے کلمات الٰہیہ کو تحریر میں لایا جائے تب بھی سمندر ختم ہو جائیں گے مگر کلمات رب ختم نہ ہونگے۔" جہاں تک روح القدس سے تائید یافتہ ہونیکا سوال ہے قرآن مجید نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا ہے وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلہ ع۳) کہ اللہ تعالیٰ نے انکو مؤید بروح القدس بنایا تھا۔ پس مسیح کا مقام تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا مقام ہے۔ روح اللہ ہونے میں آدم اور مسیح کو قرآن نے یکساں قرار دیا ہے، یہ عیسائیوں کو بھی مسلم ہے اقتباس پہلے گزر چکا ہے۔ وجیہ ہونے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (احزاب ع۹) پس مسیح کے "خطابات" انہیں زمرۂ انبیاء کا ایک فرد ثابت کرتے ہیں خدا یا خدا کا بیٹا ثابت نہیں کرتے۔

"رسول گر" نبی کون ہے؟

حضرت یحییٰ حضرت مسیح کے مصدق تھے، پادری صاحبان لکھتے ہیں:۔ "وہ نبی خود کیسا جلیل القدر ہوگا جس کی تصدیق کے لئے یحییٰ سا نبی بھیجا جائے" (مسیح کی شان ص۱۴)

ہمیں حضرت مسیح کی حقیقی شان سے انکار نہیں مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر جلیل القدر ہے جس کی بشارت کے لئے مسیح سا نبی مبعوث کیا گیا وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصف ع) خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی (الیواقیت والجواہر) کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔

پادری صاحبان نے حضرت مسیح کے حواریوں کو اصطلاحاً رسول قرار دیکر مسیح کو خواہ مخواہ رسول گر لکھ دیا ہے حالانکہ حواری اصطلاحی طور پر رسول ہرگز نہ تھے پس مسیح کو رسول گر ٹھہرانا سراسر تکلف ہے۔ ہاں رسول گر تو وہ پیغمبر ہے جس کی شان میں وارد ہوا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نساء ع ۹) کہ اس کی امت کو چاروں انعامات نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت ملتے رہیں گے۔ اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیبل کی پیشگوئی میں **"بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند"** (مکاشفہ یوحنا 19/16) قرار دیا گیا ہے۔ گذشتہ چودہ صدیاں اس صداقت پر گواہ ہیں اور آئندہ زمانہ گواہی دیتا رہیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ہی کے بارے میں فرمایا ہے ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دمِ او بے شمار

مسیح کی معصومیت

قرآن مجید نے جملہ نبیوں کے متعلق فرمایا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ (الانبیاء ع)

ترجمہ۔ ہم نے تجھ سے پہلے جو رسول بھیجے سب پر وحی کی کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو۔ ان لوگوں (عیسائیوں وغیرہم) نے کہا کہ خدائے رحمٰن نے (مسیح وغیرہ) کو بیٹا بنا لیا ہے خدا اس سے پاک ہے بلکہ یہ انبیاء تو اس کے عزت والے بندے ہیں۔ وہ خدا سے بات میں سبقت نہیں لے جاتے وہ اس کے حکم پر پورے طور پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اللہ کو خوب معلوم ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ یہ نبی کسی کی شفاعت نہیں کرتے بجز اس کے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے۔ وہ خدا کے جلال سے لرزاں رہتے ہیں۔"

ان آیات میں سب نبیوں کی قولی اور عملی عصمت کاملہ کا اعلان ہے۔ انہیں پاک اور مقدس ٹھہرایا گیا ہے

تھی اور مسیح کو لعنتی قرار دینے کا موجب ٹھہرائی گئی ہے۔ قرآن مجید مسیح کو صلیبی موت سے محفوظ قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کی روشنی میں تمام مسلمانوں کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ مسیح صلیب پر ہرگز نہیں مرے۔ وہ زندہ رہے اور انہوں نے اسرائیل کے گم شدہ قبائل کو جو فلسطین سے ہندوستان تک پھیلے ہوئے تھے (کتاب آستر) پیغام توحید پہنچایا لمبی عمر پائی اور پھر طبعی موت سے فوت ہوئے۔

پادری صاحبان لکھتے ہیں کہ:۔

"خدا عیسٰے علیہ السلام سے قیامت کے دن سوال کرے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو الگ دو خدا (اللہ کے سوا) مانو؟ اور حضور جواب دیں گے کہ میں نے تو انہیں یہ عقیدہ نہیں سکھایا کُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ جب تک میں اُن میں رہا ان کا نگہبان رہا۔ پھر جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو تُو ہی ان کا نگہبان تھا (مائدہ آیت ۱۱۷) اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو صحیح تعلیم دینے اور ان پر حجت تمام کرنے کے بعد حضور نے وفات پائی۔ اپنی عین حیات میں تو وہ ان کی نگہبانی کرتے تھے لیکن جب موت نے حضور کو ان سے علیحدہ کر دیا تو انہوں نے یہ غلط عقیدے بنا لئے۔ یہ آیات صاف طور پر حضرت مسیح کی موت پر دلالت کرتی ہیں" (مسیح کی شان صفحہ ۳۰)

گویا قرآن پاک نے صلیبی موت کا سرے سے انکار فرمایا ہے وہ یہود کے ہاتھوں تھی یا رومی حکومت کے ذریعہ۔ قرآن مجید مسیح کی صلیبی موت کی پُر زور تردید کرتا ہے اور اس کے مقابل توفی یعنی طبعی موت کا اثبات کرتا ہے۔ صلیبی موت سے بچ کر حضرت مسیح طبعی وفات تک جو ان کی ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں ہوئی تھی بنی اسرائیل کے گم شدہ دس قبائل کو پیغام حق پہنچاتے رہے کیونکہ وہ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (آل عمران ع ۵) تھے پس اب نہ مسیح کے "زندہ جاوید" ہونے کا سوال ہے اور نہ ہی ان کے جسمانی طور پر "نزول ثانی" کا کوئی مسئلہ ہے۔ عیسائی مسیح کو مصلوب قرار دیکر لعنتی ٹھہراتے ہیں اور پھر آسمانوں پر بٹھاتے ہیں۔ قرآن مجید انہیں نبیوں کے طریق پر پاک و معصوم قرار دیکر صلیب سے بچا کر، طبعی موت سے فوت ہونے والے ٹھہراتا ہے ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

قرآن مجید کا ناطق فیصلہ

پادری صاحبان نے اپنے رسالہ "مسیح کی شان" کے آخری صفحہ پر ایک نہایت سچی بات بایں الفاظ درج کی ہے کہ:۔

"انسانوں کی بنائی ہوئی کتابوں کو

کیوں کیڑا بن کر چاٹ رہے ہو۔
قرآن مجید کو پڑھو اور سمجھو اور
اس پر غور و خوض کرو کہ وہ تمہاری
رہنمائی اور ہدایت کریگا" (ص۳۲)

اسلئے ہم آخر میں قرآن پاک کی سورۃ المائدہ کی چھ آیات مع ترجمہ درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ
يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ
اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا
يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ
اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ
اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ
كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○
قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ
قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا
عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○ (المائدہ ع۱۰)

ترجمہ۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیحؑ نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیگا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اس کا ٹھکانہ آگ ہوگی اور ظالموں کے کوئی مددگار نہ ہوں گے۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین (۳) قائم میں سے ایک ہے (یعنی وہ تثلیث کے قائل ہیں) حقیقت یہ ہے کہ ایک اللہ ہی معبود برحق ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے قول سے باز نہ آئے ان کافروں کو دردناک عذاب پہنچیگا۔ کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے استغفار نہیں کرتے اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے مسیح بن مریم صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ ان کی والدہ راستباز تھیں۔ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ غور کرو کہ ہم ان کے لئے کتنے نشان بیان کر رہے ہیں پھر دیکھو کہ وہ کس طرح بہک رہے ہیں۔ کہدو کہ کیا تم اللہ کے سوا اس کی پوجا کرتے ہو جو تمہارے لئے ضرر اور نفع کا مالک نہیں اللہ تعالیٰ سُننے والا اور جاننے والا ہے کہدو کہ اے اہل کتاب نصرانیو اپنے دین میں ناجائز طور پر غلو سے کام نہ لو اور پہلے گمراہ لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ وہ خود بھی راہ حق سے بھٹک گئے تھے اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا تھا۔"

وما علینا الا البلاغ المبین +

حیاۃ ابی العطاء

میری زندگی

چند منتشر یادیں

(۲)

دستِ شفقت

میرے والد صاحب مرحوم نے مجھے بتایا تھا کہ غالباً ۱۹۰۹ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور تشریف لے گئے اور واپسی پر کریام سے بنگہ کے لئے گھوڑوں پر ہمارے گاؤں کریہا میں سے گزرے تھے تو میں تمہیں ساتھ لیکر حضور رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ نذرانہ پیش کیا۔ اپنی خواہش کا اظہار کیا اور حضور سے درخواست کی کہ میرے بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیر کر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی یہ دعا اور آپ کا یہ شفقت بھرا ہاتھ میرے خاندان کے لئے بہت بابرکت ثابت ہوا ہے ان برکات کو میں نے ہمیشہ محسوس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

تعلیم کا آغاز

میرے والدین اپنی غربت کے باوجود احمدیت کے نور سے منور تھے۔ وہ مجھے احمدیت کا ایک سپاہی دیکھنا چاہتے تھے۔ ابھی انہوں نے مجھے باقاعدہ مدرسہ میں داخل نہ کیا تھا کہ ایک دن میں خود بخود کھیلنے کے طور پر اپنے نو عمر چچا رحمت اللہ صاحب اور ان کے ہم جماعت طلبہ کے ساتھ پاس کے گاؤں موسی پور کے پرائمری مدرسہ میں چلا گیا۔ والد صاحب کھانا لیکر تلاش کرتے ہوئے مدرسہ پہنچے بعد ازاں تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ پانچویں جماعت پاس کرنے کے بعد قادیان دارالامان میں پڑھنے کی سکیم تھی۔ میرے ماموں حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب بسلسلہ فوجی ملازمت ان دنوں فرانس میں تھے انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ تم قادیان ہائی سکول میں پڑھو جملہ اخراجات کا میں ذمہ دار ہوں گا۔

عزمِ صمیم

شروع ۱۹۱۶ء میں قریباً بارہ سال کی عمر میں میں حضرت والد صاحب مرحوم کی معیت میں گاؤں سے قادیان کے لئے روانہ ہوا۔ بٹالہ سے ہم دونوں

باپ بیٹا پیدل چل رہے تھے۔ ابھی وہاں ریل نہ تھی۔ وڈالہ گرنتھیاں اور نہر کے درمیانی حصہ میں تھے کہ مَیں زار و قطار رونے لگا۔ حضرت والد صاحبؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ مَیں نے کہا کہ والدہ یاد آتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چلو پھر واپس چلیں۔ مَیں نے کہا کہ نہیں واپس تو نہیں جانا، واپس تو پڑھ کر ہونا ہے۔ اس پر والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مَیں نے بھی تمہارا امتحان ہی لیا ہے اور مَیں خوش ہوں کہ تم نے ہمت والا جواب دیا۔ ورنہ یونہی واپسی کا اب کوئی مطلب نہیں ہے۔

قطعی فیصلہ

ہم شام کو قادیان پہنچے۔ قادیان میں حضرت چودھری غلام احمد صاحبؓ آف کریام پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ دوسرے روز نماز ظہر یا نماز عصر کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جن کی بھر پور جوانی کا عالم تھا، مسجد مبارک میں رونق افروز تھے۔ حضرت چودھری غلام احمد صاحبؓ نے حضور سے عرض کیا کہ حضور! میاں امام الدین صاحب اپنے بیٹے کو وقف کرنے کے لئے لائے ہیں۔ حضور نے حضرت والد صاحب مرحوم کی طرف مخاطب ہو کر اور مجھے دیکھ کر فرمایا کہ انہیں مدرسہ احمدیہ میں داخل کر دیں۔ حضرت چودھری صاحبؓ نے عرض کیا کہ لڑکے کے ماموں صاحب نے لکھا ہے کہ اسے ہائی سکول میں پڑھایا جائے وہ خرچ دیں گے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے قطعیت کے رنگ میں فرمایا کہ میری تو یہی رائے ہے کہ اسے مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے۔

سادگی

مَیں اس وقت تک اپنے گاؤں سے باہر دُور کہیں نہ گیا تھا۔ اُس وقت کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ مَیں نے سُنا ہوا تھا کہ حضرت میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مَیں جب مسجد مبارک میں داخل ہوا تو اِدھر اُدھر دیکھتا تھا کہ گدی کہاں بچھی ہوئی ہے جس پر حضرت خلیفۃ المسیح بیٹھے ہوں گے۔ جب نماز کے بعد مسجد میں حلقہ بن گیا اور سب کی توجہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی طرف ہو گئی تب مَیں نے سمجھا کہ آپ ہی خلیفۂ وقت ہیں اور گدی پر بیٹھنا مجاز ہے۔

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ

اُن دنوں مدرسہ احمدیہ کے افسر درس گاہ سیّدی حضرت قمر الانبیاء میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ دوسرے دن ہم تینوں اور محترم ماسٹر چودھری فضل احمد صاحب مرحوم آف مڈھ رانجھا مدرسہ کے دفتر میں پہنچے۔ مجھے ابھی تک وہ نظارہ خوب یاد ہے جب ہم بنچ پر سامنے بیٹھے تھے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سامنے میز کے دوسری طرف کرسی پر تشریف فرما تھے۔ بڑی پیاری اور دلربا گفتگو تھی۔ اردو، حساب، جغرافیہ وغیرہ میرا اچھا تھا مگر عربی و انگریزی سے میں محض نابلد

تھا میری خواہش تھی کہ مجھے جماعت اوّل سے بھی نیچے سپیشل کلاس میں داخل کیا جائے مگر حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا کہ آٹھ سال تک عربی انگریزی پڑھنی ہے ہم آپ کو جماعت اوّل میں ہی داخل کریں گے۔ چنانچہ میں خدا کا نام لیکر مدرسہ احمدیہ کی جماعت اوّل میں داخل ہو گیا بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کو بھی یہ دن اخیر تک یاد رہا۔ آپ نے اس کا کئی دفعہ ذکر فرمایا۔

مدرسہ کے ابتدائی ایّام

حضرت والد صاحب مرحوم مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانے کے چند روز بعد گاؤں کو واپس تشریف لے گئے۔ شروع میں کچھ عرصہ میں مہمانخانہ میں رہا اور پھر بورڈنگ میں داخل ہو گیا۔ میں چونکہ مدرسہ میں قریباً ایک ماہ بعد میں آیا تھا اسلئے طبعی طور پر ساتھیوں سے پیچھے تھا نیز گھر سے دُوری کے باعث اُداس بھی تھا اسلئے ابتداء میں مجھے دقت پیش آتی رہی۔ جماعت کے آخری بنچ پر مجھے اخویم عبد الرحیم صاحب دیانت (حال درویش قادیان) کے ساتھ جگہ ملی تھی۔ جماعت اول کے اساتذہ میں محترم قاری غلام یاسین صاحبؓ قرآن پڑھاتے تھے محترم ماسٹر مولا بخش صاحبؓ اردو پڑھاتے تھے محترم مرزا برکت علی صاحب اطال اللہ بقاءہ حساب پڑھاتے تھے محترم ماسٹر محمد طفیل صاحبؓ انگریزی پڑھاتے تھے اور محترم مولوی محمد جی صاحبؓ صرف و نحو پڑھاتے تھے محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب

فاضل حال امیر جماعت احمدیہ قادیان عربی ادب پڑھاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ موخر الذکر استاد حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب بالکل نئے نئے فارغ ہو کر مدرسہ میں مقرر ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہوتی تھی۔ دروازہ سے داخل ہوتے ہی "ازراہِ شفقت" طلبہ سے چھڑی لگا کر وہ حال پوچھا کرتے تھے حسنِ اتفاق کی بات تھی کہ میرا اور مکرم عبد الرحیم صاحب کا بنچ دروازہ کے ساتھ پہلا بنچ تھا اسلئے اس "شفقت" کا آغاز وہیں سے ہوجایا کرتا تھا۔

تمام اساتذہ نہایت محنت اور محبت سے پڑھاتے تھے آج بھی ان کی محبتوں کو یاد کر کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں جزاھم اللہ خیراً۔ اُس زمانے کے اساتذہ طلبہ کو مدرسہ کے مقررہ وقت کے علاوہ بھی پڑھانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب یہ دیکھ کر کہ میں ذرا تاخیر سے آیا ہوں بورڈنگ ہاؤس میں نماز فجر کے بعد بھی مجھے قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ میں یہ باتیں اپنے مدرسہ کے ابتدائی ایام کی لکھ رہا ہوں اساتذہ کی نوازشات کا تذکرہ اپنی اپنی جگہ پر آتا رہے گا۔

آریہ استاد سے گفتگو

موسیٰ پور (ضلع جالندھر) جہاں سے میں نے پرائمری پاس کی تھی وہاں پر نائب مدرس ماسٹر مولا بخش صاحب تھے اور اوّل مدرس ماسٹر میّا رام صاحب تھے جو آریہ تھے میرا مدرسہ کے ہوشیار طلبہ میں شمار ہوتا تھا۔ ماسٹر میّا رام صاحب کو معلوم تھا کہ میرے والد صاحب احمدی ہیں اور جب انہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے مجھے قادیان داخل

میں تعلیم کے لئے بھیجا ہے تو انہوں نے میرے والد صاحب سے کہا کہ جب آپ کا بچہ قادیان سے تعطیلات میں آئے تو اسے کہنا کہ مجھے ضرور ملے۔ چنانچہ پہلے سال ہی جب میں موسم گرما کی تعطیلات میں گھر آیا تو والد صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا کہ اپنے استاد سے موہلی پور جا کر مل آؤ۔ میں اُن سے ملنے گیا۔ وہ مدرسہ میں تھے۔ گاؤں کا ڈاکخانہ مدرسہ میں ہی تھا، وہ برانچ پوسٹ ماسٹر بھی تھے۔ میں ان کے پاس پہنچا تو بہت خوش ہوئے۔ اس وقت وہ ڈاکخانہ کی مُہر کی تاریخ بدل رہے تھے مجھے فرمانے لگے کہ میاں جی! یہاں تو آج ۷ تاریخ ہے قادیان میں کونسی تاریخ ہوگی؟ میں نے کہا کہ جناب! تاریخ تو وہاں بھی یہی ہے تاریخ کا تو کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر اِدھر اُدھر کی اَور باتیں ہوتی رہیں۔ ڈاک آگئی، کھولی، اُن کے نام ایک آریہ اخبار بھی آتا تھا اُسے پڑھتے ہوئے ایک خبر پڑھ کر مجھے کہنے لگے کہ آپ مجھے ایک بات بتائیں اور وہ یہ ہے کہ اگر مکہ میں خدا کا گھر ہے تو جو حاجی وہاں جاتے ہیں اُن کو بدّو کیوں لُوٹ لیتے ہیں؟ میں بالکل بچہ تھا اور اُن کا شاگرد بھی۔ مگر میں نے اس وقت بے دھڑک جواب دیا کہ ماسٹر صاحب! جہاں گلاب کا پھول ہوتا ہے وہاں ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ میرے اس جواب کو سُن کر ماسٹر میاں امام صاحب نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ میں حیران تھا کہ میاں امام الدین صاحب نے اپنے بیٹے کو اتنی دُور قادیان میں پڑھنے کے لئے کیوں بھیجا ہے؟ باقی تعلیم تو اَور جگہ بھی ہو سکتی ہے مگر اب سمجھا ہوں کہ دراصل ایسی ہی باتوں کے لئے آپ کو قادیان داخل کیا گیا ہے۔ یہ باتیں اَور کسی جگہ سے سیکھی نہیں جا سکتیں۔ آخر انہوں نے مجھے محبّت سے رخصت کیا اور خواہش کی کہ جب کبھی آپ گاؤں آیا کریں تو مجھ سے ضرور ملا کریں۔ مگر ان کی جلد وفات کی وجہ سے مجھے ان سے پھر ملنے کا موقعہ میسّر نہ آیا +

ماں کی شفقت

ہر ماں کو اپنے بچے سے پیار ہوتا ہے میری والدہ ماجدہ کو مجھ سے بہت پیار تھا۔ انکے نزدیک پڑھنے والے بچوں میں میں پہلا تھا۔ تعطیلات میں گھر آنے پر انہیں بیحد خوشی ہوئی۔ ہر روز وہ اپنی بساط کے مطابق میرے لئے نئی چیز پکاتیں۔ یُوں معلوم ہوا کہ تعطیلات یونہی گزر گئی ہیں۔ واپسی کے وقت والدہ صاحبہ کی حالت کا میری طبیعت پر بڑا اثر تھا۔ مگر تعلیم کے لئے جانا بھی ضروری تھا۔ ہمارا گاؤں ریلوے سٹیشن تھا بڑی اضطرابی کیفیت میں میرے والدین نے مجھے الوداع کہا۔ میرے کھانے کے لئے موسم سرما کے مناسب حال مجھے "پِنّیاں" بنا کر بھی دیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے والدین نہایت دعا گو تھے۔ انکی متضرعانہ دعاؤں کے میں نے بارہا نظارے کئے ہیں۔ آج تک میرا دل ان کی شفقتوں اور قربانیوں کو یاد کر کے روزانہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا کہتا ہے۔ میرے لئے یہ بات موجب اطمینان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دو موصی صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کے طور پر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں + (باقی)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

رشید آئل کُکرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز

ٹرنک بازار سیالکوٹ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل

کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقعہ دیکر مشکور فرمائیں

○ گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸

○ سٹار ٹمبر سٹور

۹۰۔ فیروزپور روڈ۔ لاہور

○ لائل پور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۲۸۰۸

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

"اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار"

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیراز جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں۔!

سالانہ چندہ۔ صرف دو روپے

مینجنگ ایڈیٹر

موتیا روک

• موتیا روک موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے۔!

• موتیا روک دھند، جالا، پھولا، ککروں کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔

• موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔

• موتیا روک آنکھ کی ہر مرض کیلئے مفید تر ہے۔

بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نُور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کے لئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، پھپنی، ناخنہ، ضعفِ بصارت
وغیرہ امراضِ چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد
جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ
سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی
کی بہترین تجویز، جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ
پیش کی جا رہی ہے۔!

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد
جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا،
ان تمام امراض کا بہترین علاج۔!

قیمت:۔ پندرہ روپے

نُور منجن

دانتوں کی صفائی اور صحت کیلئے ازحد ضروری
ہے۔ یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت
اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت:۔ ایک روپیہ

نُور نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی
کی بہترین تجویز، جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل
سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

قیمت مکمل کورس پچیس روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ۔ فون ۳۵

(طابع و ناشر:۔ ابو العطاء جالندھری۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ)

ہماری مفید کتابیں!

(۱) مباحثۂ مصر

یہ مباحثہ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر مشہور پادریوں اور احمدی مبلغ کے درمیان مصر میں ہوا تھا۔ عربی انگریزی اور اردو میں شائع ہو چکا ہے بہت دلچسپ ہے۔ قیمت اردو ۶۲ پیسے ــــ انگریزی ایک روپیہ پچیس پیسے۔

(۲) تحریری مناظرہ

ہندوستانی پادری عبدالحق صاحب اور احمدی مبلغ مولانا ابو العطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ پادری صاحب دو پرچوں کے بعد بالکل لاجواب ہو گئے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

(۳) تفہیمات ربانیہ

دیوبندی اور دیگر علماء کے مجموعۂ اعتراضات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب ہے جسے حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے "اعلیٰ لٹریچر" قرار دیا تھا اور جس کی افادیت پر تمام علماء سلسلہ کا اتفاق ہے۔ بڑے سائز کے سوا آٹھ صد صفحات ہیں۔ قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے، اخباری کاغذ آٹھ روپے۔

(۴) نبراس المؤمنین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سَو منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح طبع ہوئی ہیں۔ یہ مجموعہ ہمارے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ قیمت صرف ۳۱ پیسے۔

(۵) القول المبین

جناب مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کا ایسا ٹھوس اور واضح جواب ہے کہ مودودی صاحب تردید نہ کر سکے اور لوگوں کے مطالبہ کے باوجود خاموش رہ گئے۔ صفحات ۲۰۵ مجلد قیمت دو روپے۔

(۶) اسلام پر ایک نظر

ایک مشہور مستشرقہ کی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں موصوفہ نے اسلامی مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی معقولیت کا برملا اعتراف کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نہایت مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ قیمت ۱۲ پیسے۔

(۷) الفرقان کا حضرت میر محمد اسحاق رضی اللہ عنہ نمبر

ہمارے ایک بہترین استاد کے نہایت دلچسپ حالات زندگی پر مشتمل مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

ملنے کا پتہ:- **مینیجر الفرقان ربوہ**

احمدیہ مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے سفر یورپ (جولائی اگست ۶۷ء) میں حضور کے خادم صوبیدار عبد المنان صاحب بھی ہمراہ تھے جو مسجد لندن کے سامنے کھڑے ہیں

ایک یادگار

الحاج عبد اللہ ظہیر الدین لال میاں صاحب مرحوم سابق چیف پارلیمانی سکرٹری حکومت پاکستان جو گزشتہ مارچ میں اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ربوہ تشریف لائے تھے۔اور دو دن ٹھہرے تھے۔ ان کے ساتھ مربی سلسلہ مقیم راولپنڈی مولوی محمد شفیع صاحب اشرف کھڑے ہیں۔

بقیہ صفحہ (ب)

مجھے کہتا تھا "I wish, I could see this holy man" یہ بات ۹ اکتوبر کی ہے
میں نے اس کو کہا کہ یہ شخص اس ملک میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے
Wandsworth Town Hall London S. W.18 میں ۲۹ جولائی کو تقریر کی تھی اور
دنیا کو جگایا تھا کہ اگر خداتعالی کی یاد کو انسان بھول گئے تو جلد تباھی آ جائیگی
اور پھر اس طرح اسلام کو عنقریب فتح ھو گی اور ھم سب کے لئے اگلے تیس سال کڑے
critical ھیں - یہ سنتے ھی وہ شخص مجھ سے ناراض ھوا - پوچھنے لگے کہ

"Why you did not tell me, when this person was here, I wanted to see him — I live only 2 miles away from Wandsworth Town Hall, I could have gone to see him"

یہ شخص آپ کی فوٹو دیکھ کر واقعی آپ کا مرید بن گیا ھے اور اسلام کی قدر کرتا ھے
اور کتابیں غور سے پڑھتا ھے آپکی ایک فوٹو میں نے اس کو دی ھے جس کو وہ ھر
وقت اپنے پاس رکھتا ھے یہ شخص دوسری جنگ عظیم میں مصر بھی ھو آیا ھے وہ
مسلمانوں کی حالت جانتا ھے میں نے اس کو آپ کے Wandsworth Town Hall والے
نایاب لیکچر کی ایک کاپی دی تھی جس کو یہ چھ دفعہ پڑھ چکا ھے اپنی دکان پر آنے جانے
والوں کو اس کا مفہوم بتاتا ھے۔ کل اس کو میں Teachings of Islam کتاب دونگا
انشاءاللہ - براہ کرم اس کے لئے کچھ نصائح لکھیں اس کا نام Mr. Boyer ھے وہ مجھے
کہتا تھا کہ میرا لڑکا صرف ۱۲ ، ۱۳ سال کا ھے اور عیسائیت کے سخت خلاف ھے
میں اس کو کیا بتاؤں - اس (بیٹے) کے کئی سوالات کے جوابات میں (والد) بھی نہیں
دے سکتا ۔ خدا تعالی ایسے لوگوں کو جلد ھدایت دے - حضور! اس شخص کی ھدائت
آپ کے یہاں تشریف لانے اور میرے فوٹو لینے کے طفیل ھے خداتعالی اس میں برکت ڈالے آمین"

ڈائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -